ماہنامہ

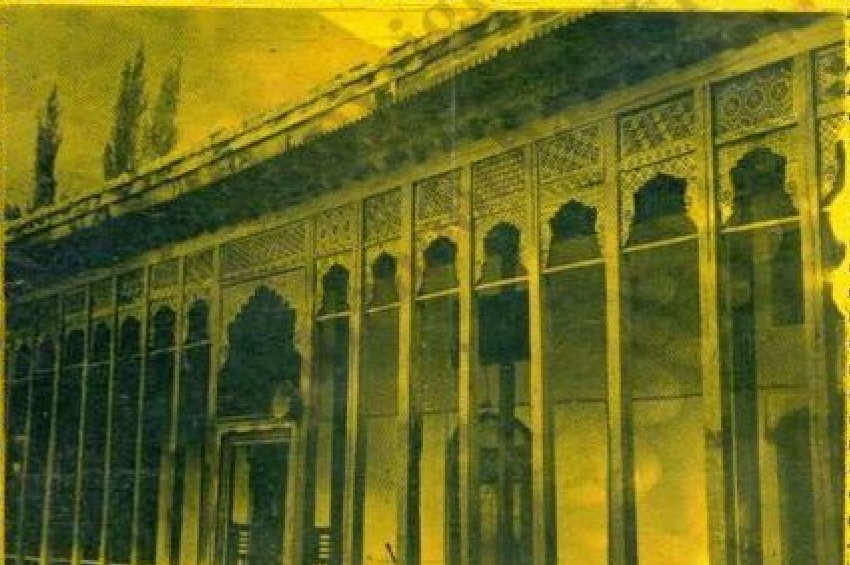
احیائے صوفیہ کا علمبردار

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۲۳

اکتوبر ۱۹۹۶ء



مرکزی خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ خپلو

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین

کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم

شمارہ نمبر ۲۳ قیمت بارہ روپے اکتوبر ۱۹۹۶ء

مدیر و ناشر:

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر:

رنگیو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان	144/-	روپے سالانہ
کویت	600/-	روپے سالانہ
متحدہ عرب امارات	600/-	روپے سالانہ
انڈیا	400/-	روپے سالانہ
یورپ	600/-	روپے سالانہ

خط و کتابت اور مضامین بھیجنے کا پتہ:

مکان نمبر D-102

سیٹلائٹ ٹاؤن

سید پور روڈ،

راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، ڈرافٹ اور رجسٹری بھیجنے کا پتہ:

فلیٹ نمبر 7 ، بلاک نمبر 14 ،

کیٹگری IV ، آئی ایٹ ون،

اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

تذکرہ و تذکیر	گاہے گاہے باز خواں	ڈاکٹر غازی محمد نعیم
انتخاب	قرآن مجید	مولوی عبد الحمید
فقہ	مجموعہ شریعت محمدیہ	ابو العرفان علامہ محمد بشیر
تصوف	تعر[illegible]	احمد علی
سلوک	چہل مقام صوفیہ	رستم علی انجم
شرح و دین	جمعہ، جماعت اور فروغ اخوت	م۔ ش۔ کوروی
احوال صوفیاء	سید عبد اللطیف شاہ	محمد جابر
اہل بیت	فضائل اہل بیت	شکور علی انور
ہمدانیات	مختصر معلومات شاہ ہمدان	محمد حسین کاشف
نور بخشیات	شاہ سید محمد نور بخش کا روحانی مقام	سید نواز حسین
نکات دانش	میر عبد العزیز سے انٹرویو	غ۔ م۔ ن
بقائے دوام	مرکزی خانقاہ معلی خپلو	حاجی محمد سلیم
یاد رفتگاں	بوا سید پا مرحوم	جی۔ ایچ۔ معروفی
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابو العرفان علامہ محمد بشیر
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	
نامہ سالک	قارئین کے خطوط	ہومیو ڈاکٹر شاہد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 ، سیکٹر G-6/1-1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان - ترجمہ - نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیا کرو۔

بحمداللہ نوائے صوفیہ کی مسلسل اشاعت کے دو سال مکمل ہو چکے ہیں اور اہل تصوف نہایت مسرت اور شادمانی کے ساتھ اپنے محبوب رسالے کی دوسری سالگرہ منا رہے ہیں۔ اس مبارک موقع پر جی چاہ رہا ہے کہ کچھ پرانی خوشگوار باتوں کو دہرایا جائے۔ چنانچہ ہم نوائے صوفیہ کے اولیں شمارے کا اداریہ دوبارہ نذر قارئین کر رہے ہیں۔ تاکہ اس بات کا تعین ہو سکے کہ اب تک کے اس سفر میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا اور کہیں ہم اپنی اصل منزل سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے اس عزم سفر کا بھی اعادہ کرنا ہے جو حصول منزل کی شرط اولیں ہے۔

"یہ ان دنوں کی بات ہے جب مذہب اور تصوف کی دنیا میں ایسی کساد بازاری نہ تھی جیسی اب نظر آتی ہے۔ جا بجا علم و عرفان کی محفلیں برپا ہوا کرتی تھیں۔ خدا کا قرب حاصل کرنے کے طریقوں پر غور و خوض کیا جاتا تھا۔ لوگ مل جل کر عبادت اور ریاضت کرتے تھے غرض ایسا نورانی ماحول موجود تھا کہ ہر کسی کی روح کو تسکین اور ذہن کو جلا ملتی تھی۔ تب لوگ بہت زیادہ دنیا سے دل لگانے کے عادی نہ تھے اور اپنے جسم کی تسکین کی نسبت روح کی تعمیر پر زیادہ توجہ دیتے تھے۔ یکایک زمانے میں کچھ ایسی ہوا چلی کہ وہ محفلیں دھول اور دھواں بن کر رہ گئیں۔ نظام زر کے پروردہ بے رحم تاجروں نے ایک ایک کر کے تمام اعلیٰ انسانی اقدار و روایات کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ ہر طرف ایک افراتفری سی مچ گئی اور لوگ حواس باختہ ہو کر اطراف و جوانب میں دوڑنے بھاگنے لگے۔ سکون قلب عنقا ہوا تو لوگ حصول مسرت کے سستے ذرائع کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان مسرتوں کا حصول سیم و زر سے ہی ممکن تھا۔ اس لئے زر پرستی کو فروغ حاصل ہوتا گیا اور خدا پرستی کی باتیں طاق نسیاں کی زینت بنتی چلی گئیں۔ یہ وہ دنیا تھی جس میں ہم نے آنکھیں کھولیں اور جہاں ہم نے ہوش سنبھالا۔ ہم نے دیکھا کہ خانقاہوں میں ہو کا عالم تھا علم و ادب کی کتابوں سے طاقچے خالی تھے۔ لوگوں کی پیشانیوں پر سے معرفت اور محبت کا نور بجھ گیا۔ ہم نے سوچا کہ کچھ اپنی سی کر دیکھیں اور آندھیوں اور طوفانوں کی راجدھانی میں کوئی چراغ جلائیں۔ چنانچہ اپنی کم علمی اور ناتجربہ کاری کے باوجود ہم نے ۱۹۸۵ء میں ایک علمی رسالے کا آغاز کیا جس کا نام "نوائے صوفیہ" رکھا۔

یقیناً نوائے صوفیہ کا اجرا حصول زر یا نمود و نمائش کے نقطہ نظر سے نہیں ہوا تھا بلکہ یہ چند دردمندوں کی احیائے دین اور احیائے تصوف کے راستے میں ایک عاجزانہ سی کوشش مگر ظاہر ہے کوئی کام کتنا ہی خلوص پر مبنی کیوں نہ ہو اس کو جاری رکھنے کے لئے اپنی تمام تر قباحتوں کے باوجود زر پھر بھی ایک بنیادی ضرورت ہے ہمارے پاس خلوص کی دولت تو تھی مگر مال و زر کا فقدان تھا چنانچہ ہمارا کام زیادہ دیر نہ چل سکا۔ اس کے بعد چھ طویل برس پھر اسی سوگ منانے میں گزر گئے اس دوران کسی بھی جانب سے مذہبی نشر و اشاعت کے سلسلے میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی تو ہم نے اپنی کم مائیگی کی پرواہ کرتے ہوئے پھر ایک بار کمر ہمت باندھنے کی ٹھانی اور ہمت کے بادبانوں کے بل پر نوائے صوفیہ کی کشتی نے پھر جانب ساحل مراد اپنا سفر شروع کیا۔ باد مخالف تو چلا کرتی ہے مگر ہم لوگ جو اس کشتی کے سوار ہیں ہمیں یک جہت اور یکسو ہو کر اپنے چپو سنبھالنے چاہئیں تاکہ ہزار موجوں کی کشاکش کے باوجود ہم اس کشتی کو طوفانوں سے بچ کر سالم نکال سکیں۔

نوائے صوفیہ کے چند اہم مقاصد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تصوف کے احیائے نو کے لئے سعی کرنا۔

۲۔ معاشرتی اصلاح کی کوشش کرنا۔

۳۔ علمی تحقیق و تنقید کو فروغ دینا۔

۴۔ نوجوان نسل اور نونہالوں کی تعلیم و تربیت کرنا اور ان میں اسلامی روح بیدار کرنا۔

۵۔ اسلاف کی زندگیوں اور ان کی تعلیمات سے دور حاضر کے انسانوں کو آگاہ کرنا تاکہ ایک بار پھر دنیا بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی کا راستہ اختیار کرے۔

۶۔ ائمہ طاہرین اور اولیائے کرام کی تعلیمات سے ملت کو روشناس کرانا۔

نوائے صوفیہ کا آغاز تعصب اور فرقہ پرستی کو فروغ دینے کی خاطر ہرگز نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہمارا مشن تو ایسے خیالات کی اشاعت ہے جو تمام عالم اسلام بلکہ عالم انسانیت کے لئے مفید ہوں، جو خدا خوفی، محبت اور انسانیت کو فروغ دیں، جو دور حاضر کے انسانوں کے قلوب کو خواہش زر کی بے رحم قید سے چھٹکارا دے کر یاد الٰہی کا گہوارا بنائے اور جو حقیقی معنوں میں ایک اسلامی اور صوفیانہ معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے۔

نوائے صوفیہ اہل علم کا جریدہ ہے اس کے صفحات ان لوگوں کی خامہ فرسائی کے لئے وقف نہیں ہو سکتے جن کا دین و مذہب بقول اقبال فی سبیل اللہ فساد ہوا کرتا ہے۔ ہم محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینا چاہتے ہیں اور اتحاد بین المسلمین کے داعی ہیں یہی ہمارے اسلاف کا بھی مشن تھا۔ وہ زہب کے نام پر نفرت پھیلانے کے حامی نہ تھے۔ بلکہ ان کا مذہب محبت اور انسانیت کا مذہب تھا۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں نوائے صوفیہ کا ایک اہم مشن مثبت علمی تحقیق اور تنقید کو فروغ دینا بھی ہے۔ اس پلیٹ فارم پر وہ تمام اہل علم حضرات جو خلوص دل سے علم و عرفان کے نور کا فروغ چاہتے ہیں، اکٹھے ہو سکتے ہیں اور اپنی اپنی روشنیوں سے ایک دوسرے کو نواز سکتے ہیں۔ چنانچہ نوائے صوفیہ میں میں جو بات اور علمی نکتہ شائع ہو تمام اہل علم حضرات کے لئے اس پر عالمانہ وقار کے ساتھ مثبت تنقید کا پورا حق حاصل ہے اس جریدے پر کسی مخصوص مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے گروہ کی اجارہ داری نہیں ہوگی۔

اگرچہ نوائے صوفیہ کا بنیادی مقصد تصوف کا فروغ ہے مگر جیسا کہ تمام اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ تصوف دین سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ شریعت محمدیہ کے عملی پہلوؤں کی تشریح اور توضیح ہی کا نام ہے چنانچہ شرعی معاملات سے قارئین کو آگاہ کرنا بھی ہماری اہم ذمہ داری ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر بجموعہ شریعت محمدیہ کے عنوان سے قارئین کو شریعت اسلامی کی اس اصلی صورت سے روشناس کرانے کی کوشش کی جاتی ہے جو خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں رائج تھی اور ہم اس بات کا اعلان کرنے میں نہایت مسرت محسوس کرتے ہیں کہ اگر کسی عالم دین اور فقیہہ کو ان شرعی احکامات کی تشریح اور توضیح کے کسی پہلو سے اختلاف ہو تو وہ اپنی عالمانہ تنقید مدیر نوائے صوفیہ کے نام ارسال فرمائیں تاکہ اس کی اشاعت ممکن ہو سکے۔ ایسا کرتے ہوئے دراصل ہم اس حدیث مبارکہ پر عمل پیرا ہو سکیں گے جس میں فرمایا گیا ہے کہ میری امت (کے علماء) میں اختلاف باعث رحمت ہے۔

اس رسالے کی اشاعت کا نتیجہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ قارئین کرام اس کے مندرجات کو غور سے پڑھیں اور ان سے استفادہ کرنے کی کوشش کریں۔ نیز اس مشن کو جاری و ساری رکھنے کی غرض سے ہر ممکن اخلاقی، مالی اور قلمی معاونت کریں۔

فی زمانہ جہاں جگہ جگہ فلمی رسالوں، مخرب اخلاق جریدوں اور ڈائجسٹوں کی بھرمار ہے جن میں طرح طرح کی لایعنی باتیں چھپتی ہیں، نوائے صوفیہ کی نوع کے اخلاقی و مذہبی رسالوں کی اشاعت جہاد فی سبیل اللہ کی ایک صورت ہے۔ اس نوعیت کے رسالے گھروں میں موجود رہیں تو اولاد کی تعلیم و تربیت اسلامی خطوط پر ہونا اور ان کے قلوب و اذہان کو دین کے سانچے میں ڈھالنا آسان ہو جاتا ہے۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بل بوتے پر اس کار خیر کا آغاز کیا ہے اور ہمارا عزم ہے کہ ہم احیائے تصوف کے اس مشن کو جاری و ساری رکھنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔"

قارئین کرام۔ یہ تھا ہمارا عزم صمیم جو اللہ تعالیٰ کے

باقی صفحہ نمبر ۲۷ پر

قرآن مجید

مولوی عبدالحمید ایم ۔ اے ۔ بی ۔ ایڈ

ذالک الکتاب لا ریب فیہ ۔ ھدی للمتقین

کلیدی الفاظ کا لغوی معنیٰ

ذالک ۔ اسم اشارہ بعید
لا ریب ۔ کوئی شک نہیں
ھدی ۔ ہدایت ہے ۔
المتقین ۔ پرہیز گار لوگ ۔

ترجمہ

یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ۔ متقین کے لئے ہدایت ہے ۔

تشریح

ذالک اسم اشارہ بعید کے لئے ہے جو بلندی مرتبت کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ لاریب فیہ کا ایک معنیٰ ہے لاترتابوا اس میں شک مت کرو ۔ یہ متقین کے لئے ہدایت ہے ۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ متقین ہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں ، ورنہ قرآن تو ھدی للناس یعنی تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت ہے مگر یہ ہدایت نصیب صرف ان لوگوں کو ہوتی ہے جن کے اندر تقویٰ ، پرہیزگاری اور خوف خدا موجود ہو ۔ جس طرح بارش ایک رحمت ہے ، اگر وہ پتھر پر پڑے تو فترک صلداً اسے صاف کرکے رکھ دیتی ہے اور اگر زرخیز زمین پر پڑے تو وہاں باغات اور سبزہ اگاتی ہے ۔ اسی طرح قرآن عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی و ابوذر اور سلمان و بلال کے کانوں تک پہنچتا ہے تو اذا سمعوا الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق جب قرآن سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے جاری ہوجاتے ہیں اور ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے ۔ یہ قرآن ان کے من میں اتر کر ان کے دلوں میں ایمان کا نور پیدا کرتا ہے ۔ اور انہیں صدیقین ، شھداء ، اور صالحین کا مقام عطا کر دیتا ہے ۔

جب یہ قرآن تقویٰ سے خالی ابو جہل و ابو لہب اور عتبہ و شیبہ کو سنایا جاتا ہے تو یجعلون اصابعھم اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ آیات قرآنی ان کے دلوں پر اثر نہ کرے ۔

قرآن مجید آگے چل کر متقین کی صفات بیان کرتا ہے ، جن میں پہلی صفت غیب پر ایمان رکھنا ہے ۔

غیب کا معنیٰ ہے وہ چیزیں جو انسانی حواس خمسہ کے ذریعے معلوم نہ ہو سکیں ۔ حواس خمسہ درج ذیل ہیں ۔ قوت سامعہ (سننے کی قوت) قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت) قوت لامسہ (چھونے کی قوت) قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) قوت ذائقہ (چکھنے کی قوت) ۔ جن چیزوں کا ان حواس سے ادراک ممکن نہ ہو وہ غیب کے ذیل میں آتی ہیں ۔ قرآن سے ہدایت حاصل کرنے والا پہلا طبقہ جو بن دیکھے اللہ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والوں کا ہے ۔ اللہ کی ذات ایسی ہے کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں ۔ مگر متقین ایمان رکھتے ہیں کہ ان کا خالق اللہ ہے ان کا مالک اللہ ہے اور ان کا رازق بھی اللہ ہی کی پاک ذات ہے ۔ پھر وہ یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ آخرت کی زندگی حق ہے ۔ ایک نہ ایک دن یہ دنیا فنا ہو جائے گی ۔ قیامت برپا ہوگی ، حساب کتاب ہوگا نیک لوگ جنت میں جائیں گے ۔ جن کا اعمال نامہ بھاری ہوگا ان کے لئے آرام و راحت کی زندگی ہوگی اور بدکار و گنہگار دوزخ میں جائیں گے پس قرآن مجید آگے چل متقین کی یہ نشانی بیان فرماتے ہیں کہ وہ یوم آخرت پر نہ صرف ایمان رکھتے ہیں بلکہ یقین کامل رکھتے ہیں ۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

والمجنون ان بری لا قضآء علیہ والاغمآء کالمجنون بخلاف السکران فانہ یجب علیہ القضآء والحد ۞

ترجمہ

پاگل فرد اگر ٹھیک ہو جائے تو اس پر کوئی قضا عائد نہیں ہوتی۔ بیہوشی پاگل پن کی مانند ہے۔ نشے کے شکار فرد کا حکم ان دونوں کے برخلاف ہے۔ کیونکہ نشے کے شکار فرد پر (احکام واجبہ) کی قضا بھی واجب ہے اور شرعی سزا بھی۔

وضاحت

مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی مندرجہ بالا عبارتوں میں انسان کو لاحق ہونے والے تین ناپسندیدہ اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ پاگل پن
۲۔ بیہوشی
۳۔ قابل مذمت مستی

تفصیل وضاحت

۱۔ پاگل ہو جانا ایک ایسی صفت یا حالت کا نام ہے جس کے لاحق ہوتے ہی عقل زائل ہو جاتی ہے اور پاگل پن کے شکار فرد انسانی زمرے سے نکل کر جانوروں کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس حالت کے طاری ہونے پر آدمی تکلیف شرعی سے بالکل آزاد ہو جاتا ہے۔ جتنا عرصہ وہ اس حالت کا شکار رہے گا اتنے عرصے کے واجب احکام کی اس کو مکمل چھوٹ مل جاتی ہے۔ عقل کے فقدان اور زوال کی وجہ سے پاگل آدمی کی کسی بھی کارروائی سے اس کے خلاف شرعاً کسی قسم کی تادیبی کارروائی وغیرہ بروئے کار نہیں لائی جا سکتی ہے۔

اسباب و علل

پاگل پن کے بظاہر اسباب دماغی شدت، ذہنی کوفت اور پریشانی کا بے حد غلبہ، شراب اور دیگر ظاہری مسکرات کا استعمال، جنات کی ایذا رسانی، بعض سفلی اقدامات اور کالے ٹونے سمجھے جاتے ہیں۔ ان اسباب میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا مخصوص طریقۂ علاج ہوا کرتا ہے۔

۲۔ بیہوشی ایک ایسی ناقابل برداشت حالت کا نام ہے جس کے طاری ہوتے ہی آدمی ہوش و حواس کھو دیتا ہے اور اس پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ زندہ ہونے کے باوجود مردے کا روپ دھار لیتا ہے۔ سکتہ نامی بیماری لاحق ہونے پر بھی آدمی بے ہوش جاتا ہے اور بسا اوقات سکتہ اور موت میں فرق معلوم نہ ہونے کی بنا پر سکتہ کی بیماری کے شکار فرد کو مردہ سمجھ کر دفنایا بھی جاتا ہے۔ بہر حال اس حالت کے طاری ہونے پر جتنا عرصہ بیت جائے اتنے عرصہ کے جملہ واجب احکام کی اس کو شرعاً مکمل چھوٹ مل جاتی ہے۔

۳۔ قابل مذمت مستی بھی ایک ایسی حالت کا نام ہے جو انسان کو شراب اور دیگر ظاہری نشہ آور اشیاء کے استعمال کی پاداش میں لاحق ہو جاتی ہے۔ اس حالت کے لاحق ہونے پر عقل رفو چکر ہو جاتی ہے اور مذموم مست فرد پاگل پن کا مظاہرہ کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ مستی چونکہ شرعاً حرام چیز کے استعمال کی وجہ سے آجاتی ہے لہٰذا اس مستی کے شکار فرد کو جملہ واجب احکام کی شرعاً کوئی چھوٹ حاصل نہیں ہے بلکہ اس کے ٹھیک حالت پر آجانے کے بعد جتنے احکام کی بجاآوری اس سے رہ گئی ہو ان سب کی قضا اس پر واجب ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس فرد سکران کو شرعاً سزا بھی دی جائے گی اور اس کو شرعاً اسی کوڑے کھانے کے لئے شرعی عدالت شرعی ثبوت کی فراہمی کے بعد فیصلہ سنائے گی۔ فیصلہ سنائے جانے کے بعد بر سر عام اس شرعی فیصلہ پر عمل درآمد ضروری ہو جائے گا۔

بے سود مشغلے

تمباکو، پان، نسوار، چرس، افیون اور ہیروئن عام انسانی معاشرے میں عموماً اور اسلامی معاشرے میں خصوصاً بے سود مشاغل کے اسباب ہیں۔ آخر الذکر دونوں کے استعمال سے آدمی

کا خوبصورت وجود تباہی سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ اول الذکر چار چیزوں کا کثرت استعمال آدمی کو اگر تباہی سے ہمکنار نہ بھی کرے تاہم آدمی کام چور ضرور بن جاتا ہے اور ان کے نہ ملنے پر کافی پریشان نظر آتا ہے۔ ایک شرعی ضابطہ کلیہ مجموعہ شریعت محمدیہ میں مذکور ہے۔ و ماکان کثیرہ مسکر أفقلیلہ حرام۔

ترجمہ۔ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔ پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کل مسکر حرام۔ ترجمہ۔ یعنی ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مذکورہ شرعی ضابطہ کلیہ کی رو سے دیکھا جائے کہ مذکورہ چھ چیزوں میں کون کون سی چیز ایسی ہے جس کی کثرت استعمال نشہ آور ہوتی ہے اور کون کون سی چیز ایسی ہے جس کی کثرت استعمال بھی نشہ آور نہیں ہے۔ استعمال کرنے والوں پر معاملہ چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ خود فیصلہ کریں کہ فلاں چیز کی کثرت استعمال نشہ آور نہیں یا نشہ آور ہے۔ اگر نشہ آور ہے تو وہ شرعاً حرام ہے اگر نشہ آور نہیں تو شرعاً حرام نہیں البتہ اسراف کے زمرے میں آئے گا اور بسا اوقات دوسروں کے لئے باعث اذیت بھی ہے۔ بعض لوگ کسی خاص مقصد کے لئے تمباکو نوشی وغیرہ اپناتے ہیں۔ ان کا خاص مقصد تمباکو نوشی کے بغیر کسی دوسری چیز سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ان چیزوں کے استعمال کی عادت ترک کرنے کی کوشش کرنا صوفیانہ اسلامی معاشرے کے فرد کام بننے والوں کے لئے زیادہ مناسب اور لائق ستائش کام ہے۔

ترک عادت کا بہترین وقت

تمباکو نوشی وغیرہ کی عادت کو الوداع کہنے کا سب سے مفید اور بہترین وقت رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اگر روزہ دار ابتدائی چند ایام میں افطار کے موقع پر تمباکو نوشی وغیرہ چھوڑنے پر صبر سے کام لے تو آگے یہ عادت آسانی سے چھوٹ جائے گی۔ بہت سے لوگوں نے رمضان کے مہینے میں بے سود مشاغل کی عادت چھوڑنے کا مصمم ارادہ کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۱۱ پڑھنے کو ملا۔ اس رسالے کی جتنی تعریف کی جائے، کم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دن دگنی رات چوگنی ترقی دے۔ رسالہ کے لئے سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک ارسال کر دیا ہے۔

انور علی کورؤی

رسالہ نوائے صوفیہ پاکستان میں پہاڑ کی چوٹیوں، جنگلوں اور سرحد کے دور دراز محاذوں پر رہنے والے ہم فوجی جوانوں کے لئے بیش بہا معلومات کا خزانہ ثابت ہو رہا ہے۔ اللہ پاک اس رسالے کی وساطت سے دین حق کی آواز کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سپاہی فدا حسین ارزو

میں اور میرا خاندان کافی مدت سے (منظور حسین) ہمدانی گروپ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس دوران ہم بے انتہا مسائل میں الجھ گئے۔ قسم قسم کی بیماریوں، گھریلو پریشانیوں اور معاشی تنگدستی نے آ لیا۔ ان حالات و واقعات کی وجہ سے معاشرے میں بھی ہمارا مقام گر گیا۔ اکثر طرح طرح کے وحشت ناک خواب نظر آتے تھے۔ ایک دن خیال آیا کہ ہم نے پاک مذہب صوفیہ نوربخشیہ کو چھوڑا ہے اس لئے شاید عذاب الٰہی میں مبتلا ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے توبہ کی اور دوبارہ دین حقہ میں شامل ہو گیا۔ اللہ پاک نے مجھے اتنا سکون دیا جو بیان نہیں ہو سکتا۔ میری بدلی ہوئی حالت دیکھ کر میرے خاندان کے دوسرے لوگ بھی دین حقہ میں واپس آ گئے۔ اب میرا پورا خاندان انتہائی سکون میں ہے۔ مجھے ترقی بھی ملی ہے اور تمام مسائل اللہ کے فضل سے حل ہو گئے ہیں۔ اب میں نوائے صوفیہ سے روشنی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے مستقل خریداروں میں شامل کریں۔

لانس نائیک محمد حسن وزیر پور شگر

رسالہ نوائے صوفیہ دین حق اسلام کے مبلغ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ لیکن اس رسالے میں پاک مذہب صوفیہ نوربخشیہ پر مزید مضامین شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

رستم علی گلگت

تصوف

احمد علی منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور

دور حاضر میں طبعی وحیاتیاتی علوم کی ترقی نے ایک طرف نظام شمسی کے علاوہ دور دراز کے کہکشاؤں اور بلیک ہولز BLACK HOLES کو جنہیں دیکھا بھی نہیں جاسکتا، انسان کے دام تحقیق کا اسیر بنایا ہے اور دوسری طرف مصنوعی ذہانت کی تخلیق کے علاوہ جینیاتی انجینئرنگ GENETIC ENGINEERING کے ذریعے انسان کی اپنی مرضی کے مطابق تمام خوبیوں کے حامل انسان کی پیدائش بھی ممکن ہونے والی ہے۔ لیکن مادی علوم کی اس ترقی نے آدمی کو انسان بنانے یا اس کی انسانیت کو پانے میں کیا کردار ادا کیا؟ یہ ایک دلچسپ سوال ہے۔ کیا تیزی سے ترقی کرتی ہوئی ٹیکنالوجی اور سپر کمپیوٹر انسان کی روحانی پیاس بجھانے، اس کے اعلیٰ اخلاقی اور معاشرتی اقدار کو بچانے اور سب سے بڑھ کر خود انسانی زندگی کو پر مسرت بنانے میں کسی طور مددگار ہو سکتے ہیں؟ کیا مصنوعی ذہانت انسان کی فطری عقل اور وجدان کا متبادل ثابت ہو سکتی ہے؟ اور مافوق العقل جو انسان میں ایک تخلیقی قوت موجود ہے کیا اس کا حصول بھی کسی طرح ممکن ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جو تقریباً ہر باشعور فرد بشر کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور ان سوالات کے جواب دینے میں علم فلسفہ اور علم تصوف یکساں طور سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن فلسفہ معروضی OBJECTIVE اور منطقی LOGICAL دلائل کی عدم دستیابی کی صورت میں ان سوالا کا جواب دینے سے قاصر رہتا ہے۔ کیونکہ فلسفہ کے نزدیک صداقت بیرونی حقائق میں ہے لہذا فلسفہ غیر ذات پر انحصار کرتا ہے۔ جبکہ تصوف کے لئے مقاصد حیات کے متعلق کوئی مسئلہ لاینحل نہیں کیونکہ اس کا ذریعہ صداقت موضوعی SUBJECTIVE نوعیت کا ہے۔ یوں تصوف کے ہاں قلب انسانی کے حقیقت مطلقہ کا آئینہ بننے کے بعد صداقتوں کا خود انسانی خودی سے ظہور ہوتا ہے۔

در حقیقت تصوف تزکیہ نفس اور صفائے باطن کی وہ تحریک ہے جو نفس انسانی کو خواہشات نفسانی اور رذائل سے پاک کر کے اس کی روح کو پاک اور صاف وشفاف بناتا ہے تاکہ اس میں تجلی الٰہی کی چمک پیدا ہو سکے۔ سری مکاتب فکر میں عموماً خواہشات انسانی کو ختم کر کے صفائے باطن حاصل کی جاتی ہے لیکن اسلامی تصوف میں ان خواہشات کی تہذیب و اصلاح اور ان کی جائز تسکین کے ذریعے ان پر قابو کر تزکیہ نفس کا سامان کیا جاتا ہے۔ یوں تصوف تزکیہ نفس اور صفائے قلب کے حصول کے لئے بروئے کار لائے جانے والا ایک باطنی علم بھی ہے، ایک مخصوص مذہبی ورثے کا اظہار بھی ہے اور ایک اعلیٰ اور ارفع نظام اخلاق بھی ہے۔ تصوف کی وجدانی کیفیات اس کا ذریعہ علم ہیں اور ریاضت و مجاہدہ اس کا انداز عمل ہے۔

تصوف کا لغوی مفہوم اور تعریف

اصطلاح تصوف کے اشتقاق پر اگرچہ محققین میں اختلافات پائے جاتے ہیں لیکن لفظ تصوف کا لغوی مفہوم کم و بیش تمام لغات میں یکساں مندرج ہے۔

۱۔ تصوف سے مراد وہ مسلک ہے جس کے وسیلے سے صفائے قلب حاصل ہو۔

تزکیہ نفس کا طریقہ، اشیائے عالم کو صفات حق کا مظہر جاننا اور علم معرفت۔

اردو لغت (تاریخی اصول پر)

۲۔ نفسانی خواہشات سے پاک ہونا، علم پاکیزگی نفس، تزکیہ نفس کا قاعدہ، مظاہر صفات کو حق جاننا، مذہب صوفیہ۔

جامع لغات

۳۔ عرفان، طریقت، حکمت اشراقی اور فلسفہ اشراقی

فرہنگ غفاری فارسی

۴۔ طریقت، گیان، دھیان، معرفت، عرفان، علم روحانی

اردو مترادفات

۵۔ پشمینہ بنانا، صوفی بننا، باطن کو صاف رکھنا، خدا سے لو لگانا۔ صوفیوں کی اصطلاح میں دل سے نفسانی آلائشوں اور جسمانی خواہشوں کو دور کرنا۔ صوف بمعنی اون اور ایک قسم کا پشمینہ۔ چونکہ قدیم زمانے میں صوفی پشمینہ پہنتے تھے اس لئے صوفی کہلائے اور ان کا عقیدہ تصوف کہلاتا ہے۔

فیروز لغات فارسی

۶۔ صوفی بننا، پشمینہ پہننا، خدا سے لو لگانا۔

جہانگیر لغات

۷۔ صوفیوں کے عقیدے کا نام، دنیاوی چیزوں کی محبت کو دل سے نکالنا، خدا کی طرف دھیان دینا۔

لغت اردو

۸۔ پشمینہ پوش، نمد پوش۔ اصطلاح میں صوفی وہ شخص ہے جو اپنے دل اور خیالات کو ماسوا اللہ سے محفوظ رکھے۔ بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ یہ لفظ صوفہ سے منسوب ہے جو اہل تجرد میں سے زمانہ جاہلیت میں ایک فرقہ تھا کہ وہ کعبہ اور خلق اللہ کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتا تھا۔

فرہنگ آصفیہ

۹۔ مادہ صوف سے باب تفعّل کا مصدر

اسلامی انسائیکلوپیڈیا

۱۰۔ بعض کے نزدیک تصوف سے صوف سے مشتق ہے یعنی وہ لوگ جو صوف کے کپڑے پہنتے تھے اسی لئے صوفی کہلائے۔ بعض نے اسے اصحاب صفہ سے منسوب کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کر دی تھیں اور بعض نے اسے صفا سے مشتق مانا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک تصوف کی اصطلاح دوسری تیسری صدی ہجری میں بغداد والوں نے ایجاد کیا۔

اردو انسائیکلوپیڈیا

۱۱۔ پیر کرم علی شاہ الازہری نے ترجمہ کشف المحجوب کے مقدمہ میں البیرونی کا نقطہ نظر یوں نقل کیا ہے۔ "صوفی کا ماخذ سوف ہے جو یونانی زبان کا لفظ ہے۔ سوف کا معنی حکمت ہے اس لئے دانشور یا حکیم کو فیلسوف کہتے ہیں۔ فیلا کا معنی محب اور سوف کا معنی حکمت یعنی حکمت و دانش سے محبت کرنے والا۔ سوف کے لفظ کو جب عربی میں ڈھالا گیا تو تحریف کے بعد صوفی بن گیا۔ کیونکہ یونان میں ایسا گروہ تھا جس کا نظریہ یہ تھا کہ وجود حقیقی صرف علت اولیٰ ہو گی۔ باقی اشیا کا وجود حقیقی نہیں بلکہ خیالی ہے کیونکہ مسلمانوں میں بھی بعض حضرات کا عقیدہ بظاہر ان سے قریب ہے اسی مناسبت سے انہیں صوفی کہا گیا۔

مقدمہ کشف المحجوب

۱۲۔ تاریخ فلسفہ اسلام میں صوفی کا لفظ تھیو صوفیا (بمعنی حکمت الٰہی) سے مشتق قرار دیا گیا ہے۔ بعض کے نزدیک صوفی صفا سے ماخوذ ہے کیونکہ یہ لوگ ظاہر و باطن دونوں کی صفائی کا بے حد اہتمام فرماتے تھے اس لئے ان صوفی کہا جانے لگا۔ لیکن صرف کے قواعد اس کی اجازت نہیں دیتے۔

مقدمہ کشف المحجوب

۱۳۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ صوفی کو صوفی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ صوف یعنی پشم وغیرہ کا لباس پہنتا ہے۔ دوسری جماعت کہتی ہے کہ صوفی صف اول میں ہوتا ہے اس لئے صوفی کے نام سے موسوم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صوفیا نے اصحاب صفہ کی محبت اختیار کی اس سے صوفی کہلائے بعض دیگر لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ صوفی صفا سے مشتق ہے اور ہر کسی کی طریقت کی تحقیق اور معانی میں بیشتر لطائف ہیں۔

داتا گنج بخش۔ کشف المحجوب

۱۴۔ صفا مسلمہ طور پر قابل قدر ہے اور اس کا الٹ کدر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذہب صفو الدنیا و بقی کدرھا دنیا کی صفائی جاتی رہی اور میل باقی رہ گیا۔ اشیاء کے لطیف حصے کا نام صفا ہے اور کثیف حصے کا نام کدر ہے چونکہ اہل تصوف اپنے اخلاق اور معاملات کو صاف رکھتے ہیں اور قلبی آفات سے بری ہوتے ہیں اس لئے صوفی کہلاتے ہیں۔ اس فرقے کے لئے یہ لفظ اسم علم کی حیثیت رکھتا ہے

کشف المحجوب

۱۵- الصوفی کو لقب کے طور پر تاریخ میں پہلے پہل آٹھویں صدی کے نصف آخر میں کوفہ کے ایک شیعہ کیمیادان جابر بن حیان کے نام سے ساتھ جو زہد میں ایک خاص مقام رکھتا تھا استعمال کیا گیا نیز ایک نامور صوفی ابو ہاشم کوفی کے نام کے ساتھ اس کا صیغہ جمع صوفیہ پہلی دفعہ ۱۹۹ھ - ۸۱۴ء میں اسکندریہ کی ایک معمولی سی شورش کے سلسلے میں نظر آتا ہے اور تقریباً اسی زمانے میں اس کا استعمال نیم شیعی مسلمانوں کی ایک جماعت صوفیہ کے لئے ہوا تھا۔

دائرہ المعارف الاسلامیہ جلد ششم

۱۶- بعض علماء کے نزدیک تصوف کی اصطلاح دوسری تیسری صدی ہجری میں بغداد والوں نے ایجاد کی۔ امام قشیری کی تحقیق کے مطابق یہ لفظ دوسری صدی ہجری میں ایجاد پا چکا تھا۔ شیخ ابو النصر سراج نے اپنی تصنیف کتاب اللمع میں لکھا ہے کہ یہ لفظ حسن بصری کے زمانے میں رائج تھا ایک خیال یہ بھی ہے کہ اصطلاح حدیث میں جس کو احسان کہا جاتا ہے پہلی صدی ہجری کے آخر میں اسی کو تصوف کہنے لگے

اردو انسائیکلوپیڈیا

۱۷- لفظ صوفی کی دیگر ماخذ سے قطع نظر اس کی مشتق بہ صوف (اون) ہونا عربی گرامر کے لحاظ سے مستند ہے اور تصوف میں بس صوف یعنی اونی لباس پہننے کی روایت معتبر اور رائج ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے "لباسوں میں تمہارے لئے لباس صوف ہے تاکہ تم دلوں میں ایمان کی حلاوت محسوس کرو

کشف المحجوب

۱۸- حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر یاران بدر کو دیکھا کہ خرقہ صوف پہنتے تھے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر خلوت میں خرقہ صوف پہنتے تھے۔ حسن بصریؒ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان فارسی کو کمبل پہنے ہوئے دیکھا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔

کشف المحجوب

۱۹- یہ بھی روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت عمر اور ہرم بن حیانؒ نے اویس قرنیؒ کو خرقہ پشمین میں دیکھا۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے تصوف کی آٹھ خصلتوں میں سے ایک خصلت صوف پوشی کو حضرت موسیٰ کی اقتداء قرار دیا ہے۔ مسلک تصوف میں لباس صوف کو لباس فقر و درویشی کی حیثیت حاصل ہے۔ اس لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ کلمہ تصوف کو کلمہ صوف سے مناسبت ہے لیکن تصوف اور صوفی کی اصطلاحات زمانہ بعد میں وجود میں آئی ہیں۔

اسلامی تصوف اور اقبال

۲۰- حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونی لباس پہنے اور آپ کا انتقال اونی کپڑے میں ہوا جب اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا تو وہ (موسیٰ) سرتاپا اونی لباس پہنے ہوئے تھے۔

دائرہ معارف اسلامیہ

۲۱- مادہ ص، و، ف، سے بے شمار ایسے الفاظ مشتق ہیں جو تصوف کے بعض بنیادی پہلوؤں کو واضح کرتے ہیں۔ مثلاً صفا (پاکیزگی) صفو (برگزیدہ لوگ) صفی (خالص دوست) مصطفیٰ وغیرہ

دائرہ معارف اسلامیہ

۲۲- حضرت امام محمد باقرؒ نے فرمایا- تصوف نیک خوئی و خوش اخلاقی ہے جو زیادہ نیک خو ہو وہ زیادہ صوفی ہوتا ہے۔

کشف المحجوب

۲۳- حضرت معروف کرخیؒ کے مطابق حقائق کو گرفت میں لانا، دقائق پر گفتگو کرنا اور خلائق کے پاس جو کچھ ہے اس سے ناامید ہونا تصوف ہے۔

تذکرۃ الاولیاء

۲۴- حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ طریق صوفیاء کے سلوک کا مقصد صرف یہ ہے کہ معتقدات شرعیہ کا یقین بڑھے نیز احکام فقہی کے ادا میں آسانی ہو۔

اقبال اور تصوف

۲۵- لفظ صوفی صوف (اون) سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی اونی لباس پہنے ہوئے شخص کے ہیں۔ اس طرح سے لفظ صوفی کے معنی ایسے شخص کے ہوگئے جو سادہ سے سادہ قسم کا لباس اختیار کرتا ہے اور ہر قسم کے عیش و عشرت سے یا نمائش سے بچتا ہے۔

ڈی اولیری - فلسفہ اسلام

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر

چہل مقام صوفیہ

رستم علی انجم

مقام سوم

توبہ

چہل مقام صوفیہ میں مقام سوم توبہ ہے۔

الفقہ الاحوط کے باب الطہارۃ کے آغاز میں غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخش فرماتے ہیں قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین قدم التوبۃ علی التطہر لانہا طہارۃ باطنیۃ حقیقۃ - ترجمہ - فرمان خداوندی ہے یقیناً اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور وہ پاک رہنے والوں کو چاہتا ہے - خداوند تعالیٰ نے توبہ کو طہارت پر مقدم رکھا کیونکہ توبہ حقیقی معنوں میں اندرونی پاکی کا نام ہے۔

توبہ کی درجہ بندی

حضرت ذوالنون مصری توبہ کی درجہ بندی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں - عوام الناس گناہوں سے توبہ کرتے ہیں - خواص غفلت سے تائب ہوتے ہیں - انبیاء کرام درجات پاکر سابقہ درجہ کی پستی سے توبہ کرتے ہیں۔

توبہ کی فرضیت

سلطان الاولیاء حضرت علیؑ کا ارشاد گرامی ہے فرض علی الناس ان یتوبوا - لوگوں پر فرض ہے کہ وہ توبہ کریں خود اللہ پاک جس کی ذات تواب الرحیم ہے مومنوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں ۔ توبوا الی اللہ جمیعاً ایہا المومنون لعلکم تفلحون - یعنی اے ایمان والو - اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم فلاح و کامیابی حاصل کرو - اس آیت مبارکہ سے ایک طرف توبہ کی فرضیت اور دوسری طرف اس کے نتیجے میں نجات کی خوش خبری واضح ہے۔

ایک اور آیت میں یوں امر الٰہی ہوتا ہے - یاایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ النصوحا - اے ایمان والو خلوص کے ساتھ توبہ کرو۔

معلوم ہوا کہ جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ فرض ہیں بعینہٖ توبہ بھی ہر مسلمان کے لئے فرض عین ہے۔

توبہ سنت آدم

اول سے آخر تک پوری زندگی گناہوں سے پاک رہنا فرشتوں کی خصلت ہے، زندگی بھر غرق گناہ رہنا شیطان کا شیوہ ہے، جبکہ نافرمانیوں پر نادم ہو کر تائب ہونا اور رجوع الی اللہ ہو کر اعمال صالحہ کی طرف رخ کرنا آدم اور ان کی اولاد کا مستحسن کردار ہے - اس لئے جب آدم علیہ السلام نے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے اللہ ہم نے خود پر ظلم کیا (معاف فرما) اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور رحم نے فرمایا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے، کہتے ہوئے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی اور آپ مقبول بارگاہ الٰہی ہوگئے۔

توبہ کو موخر کرنے کی وجوہات

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب لوگوں کو توبہ کرنے اور رجوع الی اللہ ہونے کی دعوت دی جائے تو کہنے لگتے ہیں کہ میں نے کونسا ایسا گناہ کیا ہے جس سے توبہ کروں - حالانکہ توبہ سے انکار کرنا ہی گناہ ہے - جو لوگ توبہ و استغفار سے گریزاں نظر آتے ہیں عموماً مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ایسا کرتے ہیں۔

۱ - ایسے آدمی کا ایمان ناقص ہے اور وہ حساب کتاب اور میزان وغیرہ کی حقیقت کو ایک فرضی تصور سمجھتا ہے۔

۲۔ خواہشات نفسانی کا ایسا اسیر ہے کہ اس سے رہائی مشکل ہو جاتی ہے۔

۳۔ کوتاہ نظری کی وجہ سے آخرت کو دور سمجھ کر قریب والی دنیا کا پرستار بن جاتا ہے۔

۴۔ شیطان کے فریب میں آکر اپنے آپ سے کہتا ہے ابھی ابھی جوانی ہے مزے اڑا لو بڑھاپے میں توبہ کی جائے گی۔

۵۔ ظلم و ستم، لہو و لعب، رشوت ستانی، غرضیکہ ہر شیطانی فعل کو معاشرے کا رواج سمجھ بیٹھتا ہے۔

مگر مقام افسوس ہے کہ ایسے خیالات و افعال میں مگن لوگوں کو خبر نہیں ہے کہ زندگی ایک مستعار چیز ہے۔ نہ جانے ابھی موت آئے یا کل آئے۔ بھلا اگلے دم کا کسے اعتبار ہے۔

جو لوگ چند ساعت کی خواہشات کو ترک نہیں کر سکتے توبہ تائب ہونے سے ہزار بہانے بنا کر اپنے آپ کو فریب دیتے رہتے ہیں۔ غور کرنا چاہیئے کہ وہ کیسے دوزخ کے عذاب کو برداشت کر سکیں گے اور وہاں کیا بہانہ بنائیں گے جب ہماری جوانی، ہماری دولت، ہماری قوت اور دنیوی اثر رسوخ کسی کام کے نہیں رہیں گے۔ اگر قبر میں پیش آنے والے واقعات اور آخرت کے دن کے فیصلے یعنی جنت و دوزخ کا حق دار بننے پر ایمان ہے تو تاخیر کس بات کی اور کل کا انتظار کیوں، ممکن ہے کل تو جان کنی کا مزہ چکھنا پڑے آج ہی توبہ کر کے تائبین میں اپنے آپ کو شمار کروایئے۔ اور اللہ کے پیارے اور محبوب بندوں میں شامل ہو جایئے کیونکہ ان اللہ یحب التوابین فرما کر اللہ تعالیٰ نے تائبین سے محبت کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔

اگر خوش نصیبی کا چاند طلوع ہو جائے اور دل نور ایمان سے معمور ہو توبہ کرنے لگ جائے تو یاد رکھو دل میں ندامت، خوف الٰہی اور تضرع کا جذبہ موجود ہوگا۔ آنکھیں آنسوؤں سے ندامت کا اظہار کریں گی۔ بعد از توبہ اعمال صالحہ پر مداومت نصیب ہوگی۔ تب قلب و نظر کو اطمینان حاصل ہوگا۔ توبہ کے بغیر تزکیہ نفس ممکن نہیں۔ سچی توبہ نفس کو پاک و صاف بنا کر بدکرداری اور بدمزاجی کو دور کر دیتی ہے اور اس کی جگہ اچھے اخلاق لے لیتے ہیں۔

بقیہ تصوف

تصوف کی حقیقت اور خصوصیات

حضرت ابو الحسن کا قول ہے "صوفیہ ایسی جماعت ہے کہ ان کی جانیں بشری کدورت سے مبرا ہو گئی ہیں نفس کی آفتوں سے مبرا ہو چکی ہیں اور ہوا و ہوس سے چھٹکارا حاصل کر چکی ہیں۔ اور یہ سب سے آگے اور اعلیٰ منزل میں حق تعالیٰ کے ساتھ امن میں ہیں اور غیر اللہ کے خیال سے دور ہیں۔"

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ "تصوف نہ اسم ہے نہ علم بلکہ سراسر اخلاق ہے یعنی اگر رنگا بندھا ہوتا تو کوشش سے حاصل ہو جاتا اگر علم ہوتا تو پڑھنے سے حاصل ہو جاتا۔ یہ تو اخلاق ہے کہ اپنے اندر اخلاق الٰہی پیدا کرو۔"

تاریخ تصوف در اسلام

حضرت داتا گنج بخش کی ایک صراحت اس موضوع کے مطالعے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ داتا صاحب فرماتے ہیں کہ اہل تصوف کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ وہ جو صوفی ہیں اور اپنے معاملات میں ہر اعتبار سے ثقہ و کامل ہیں یہ حضرات اپنی ذات میں فانی اور ذات حق میں باقی ہیں۔ یہ صاحبان وصول ہیں۔

ب۔ وہ جو متصوف ہیں یہ اپنے مجاہدے سے مراتب حاصل کرتے ہیں اور صوفیاء کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ صاحبان اصول ہیں۔

ج۔ وہ جو مستصوف ہیں۔ یہ لوگ تصوف کے معاملات میں بالکل کورے اور بہروپیے ہوتے ہیں۔ نقالی ان کا شیوہ ہے۔ صوفیہ کے نزدیک ان کی حیثیت ایک مکھی کی مانند ہے جو ہر وقت ہوس میں مبتلا رہتی ہے ان کا کام مال و دولت جمع کرنا اور جاہ و منصب حاصل کرنے کی فکر کرنا ہے۔ یہ صاحبان فضول ہیں۔

کشف المحجوب

اس موضوع میں صوفیہ سے مراد وہ اہل صفا ہیں جو کاملین اور محققین میں سے ہیں اور حقیقی معنوں میں گروہ صوفیہ میں شامل ہیں۔

(جاری ہے)

جمعہ جماعت اور فروغ اخوت

م ۔ ش کوروی

اسلام ایک آفاقی دین ہے۔ جس میں رنگ و نسل ذاتیات اور زبان و علاقہ کی کوئی اہمیت نہیں اہمیت اور فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے۔ چنانچہ نص صریح قرآنی آیت ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک معزز ترین وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار اور متقی ہو۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ اگر کسی کو کسی پر فوقیت ہے تو اس کی بنیاد تقویٰ اور خوف خدا ہی ہے۔ تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے تاکہ فضیلت و کمال اور فوقیت حاصل ہو۔ اور دنیوی اور اخروی نعمتوں اور روحانی مسرتوں سے بہرہ ور ہوں۔

خداوند کریم نے جب فضیلت و برتری کا معیار تقویٰ کو قرار دیا ہے تو پھر تقویٰ کی بجائے ذات پات ، مال و دولت اور زبان و علاقہ کو معیار بنانے کا کوئی جواز نہیں ہے میرے خیال میں دین اسلام میں فرقہ بندی اور پارٹی بازی کی لعنت اسی خدائی معیار میں تبدیل و تحریف کی وجہ سے ہے ورنہ اس کا کوئی جواز موجود نہیں کیونکہ تمام مسلمانوں کا خدا ایک ، رسول ایک اور قرآن ایک ہے ، جب یہ سب مشترک ہیں تو بقول اقبال ۔

منفعت ایک ہے اس قوم کا نقصان بھی ایک
ایک ہیں سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی ، اللہ بھی ، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

سوال یہ ہے کہ جب یہ سب مشترک باتیں موجود ہیں تو پھر مذہب ایک کیوں نہیں ؟ فرقہ وارانہ منافرت کیوں ہے ؟ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشن گوئی یاد آرہی ہے جس میں آپؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے نزدیک لوگ نماز اور جماعت کے لئے جمع ہوں گے مگر ان کے دل جمع نہ ہوں گے۔ ان میں یکجہتی نہیں ہوگی۔

نماز جماعت اور نماز جمعہ کی اصل غرض و غایت اخوت و بھائی چارے کا اظہار ہے ایک دوسرے کے ساتھ اخوت و محبت ہمدردی کا اظہار ایک دوسرے کے احوال سے آگہی ، ایک دوسرے کی تکالیف سے آشنا ہو کر دکھ سکھ میں ہاتھ بٹانا ہے یہی جمعہ اور جماعت کی روح اور مقصد و مدعا ہے۔ اس روح کی جوانی کا دور زمانہ رسولؐ ہے۔ جس کے بعد یہ روح کمزور اور ناتواں ہوتی چلی گئی ۔ یہاں تک کہ اب رسول اللہؐ کی پیش گوئی کی پوری طرح تصدیق ہوتی ہے نمازوں میں لوگوں کی اکثریت شریک ہوتی ہے مگر ان کے دل خضوع و خشوع اور پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف مرکوز نہیں ہوتے۔ صرف رسمی طور پر نماز ادا کر کے چلے جاتے ہیں حالانکہ فرمان نبویؐ ہے کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب ۔ حضور قلب کے بغیر نماز نماز نہیں ہوتی

حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی فرماتے ہیں کہ حضور قلب اور خلوص سے عاری نماز اس جسم کی مانند ہے جس کی روح نکل گئی ہو اور وہ بے جان ہو چکی ہو۔ اس ضمن میں آپ یہ مثال دیتے ہیں کہ کوئی بادشاہ اپنے وزیر کو ایک رقم دے کر حکم دیتا ہے کہ ایک ایسا غلام خرید کر لائے جو علم و ہنر عقل و خرد سے آراستہ ہو کسی قسم کے جسمانی نقائص موجود نہ ہوں ظاہری اور معنوی دونوں لحاظ سے وہ غلام اوصاف کمالیہ سے متصف ہو۔ وزیر ایک ایسا غلام خرید لاتا ہے جو کانا ، بہرہ ، گنجا ، بدصورت اور بدخلق ہے ۔ سیرت و کردار کے لحاظ سے اخلاق رذیلہ کا مرکب ہے علم و ہنر اور حکمت و دانش سے عاری ہے۔ بدبو کے بھبکے اس سے اٹھتے رہتے ہیں۔ وزیر بادشاہ کے سامنے جب اپنے غلام کو

پیش کرتا ہے تو اگر بادشاہ خود عقل و خرد کا مالک اور عدل و انصاف کا حامل ہو تو حکم عدولی پر نہ صرف اس خریداری کو مسترد کرے گا بلکہ اسے حکم عدولی کی پاداش میں سخت سزا بھی دے گا۔

یہی حال نماز کا ہے جس کے فرائض، سنن، آداب وغیرہ کو ملحوظ نہ رکھے جائیں تو ایسی نماز خالق کائنات کے لائق نہیں نہ ہی ایسی نماز کا کوئی فائدہ ہے نہ ایسے طریقے سے نماز پڑھنے سے نماز کے فوائد اور ثمرات کسی کو مل سکتے ہیں۔

جمعہ اور جماعت کا دوسرا مقصد ایک مومن اور دوسرے مومن کے درمیان اخوت و محبت کو فروغ دینا ہے فی زمانہ یہ مقصد بھی پورا نہیں ہو رہا ہے۔ خطیب اپنے خطبے میں دور ازکار باتوں میں لگ جاتے ہیں۔ ذاتی مقاصد اور ذاتی وجوہات کو بنیاد بنا کر دھواں دھار تقریریں کرتے ہیں۔ شرائط خطبات کا خیال نہیں کرتے۔ من پسند باتوں سے خطبہ مکمل کر لیتے ہیں۔

بعض جگہ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ باہمی اختلاف میں ملوث علماء اور خطیب خطبہ جمعہ میں ایک دوسرے پر الزام تراشی کر لیتے ہیں۔ دوسرے کی غیر موجودگی میں کبھی کھل کر اور کبھی اشارے کنائے سے غیبت و بدگوئی کرتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف اپنا اور لوگوں کا جمعہ باطل کر دیتے ہیں بلکہ غیبت و بدگوئی سے اپنی زبان اور حاضرین کے کان آلودہ کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ایسا جمعہ اور ایسی جماعت دل جوڑنے کا کام نہیں کرے گی۔ یہی وجہ ہے ہماری بعض خانقاہوں اور جامع مساجد پر جمعہ و جماعت کے بعد لوگوں کے دل جڑتے نہیں بلکہ نفرت سے بھر جاتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں دین سے بیزاری اور علماء کی تحقیر کے جذبات ابھر رہے ہیں۔

جمعہ و جماعت کے بعد ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اخوت اور ہمدردی کی نگاہ سے دیکھنے کی بجائے عداوت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد میں دل سے شریک ہونے کی بجائے محض دکھاوا کرتے ہیں اور درپردہ سازشوں میں لگ جاتے ہیں۔ کیا یہی مسلمانی ہے؟ ان حقائق پر یہ ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صادق آتا ہے کہ "اجسام تو جمع ہوں گے لیکن مومنوں کے دل جمع نہیں ہوں گے۔" دل کا اجتماع اصل غرض و غایت جماعت و جمعہ ہے۔ خدا مسلمانوں کو حقیقی طور پر جمعہ اور جماعت ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ میں متاثر کن مضامین اور اہل علم کے خیالات کو خوبصورت موتیوں کی طرح پرویا ہوا ہے۔ میرے والد سید عابد حسین شاہ ہمدانی اس رسالے کے مستقل خریدار ہیں۔ میں خود ایل۔ ایل۔ بی کا طالبعلم ہوں اور اس رسالے کا شائق ہوں۔ ایک مضمون جہاد کشمیر کے عنوان سے ارسال ہے حوصلہ افزائی فرمائیں۔

سید ساجد حسین ہمدانی
راولپنڈی

جواب۔ ساجد صاحب۔ رسالہ پسند کرنے کا شکریہ۔ انشاء اللہ آپ کا مضمون باری آنے پر شامل اشاعت کیا جائے گا۔

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں لیکن شمارہ ۱۹۔ ۲۰ نہیں ملا جس سے بہت مایوسی ہوئی۔

محمد یونس بانچی

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں لیکن پہلی بار خط لکھ رہا ہوں۔ رسالہ آپ حضرات کی انتھک محنت سے بلندی کی جانب محوپرواز ہے۔ پروف ریڈنگ پر توجہ کی ضرورت ہے۔ مہربانی مجھے گزشتہ شمارے ارسال کریں۔

محمد یاسین کھرکوی

نوائے صوفیہ شمارہ ۱۹ پڑھا۔ سید مرتضیٰ نوبرا لداخ کا مراسلہ پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ کاش ہم ان کے مسائل حل کر سکتے۔

م۔ش۔ کوروی

(باقی صفحہ نمبر ۱۵، پر)

سید عبد اللطیف شاہ (بری امامؒ)

محمد جابر دولت الکویت

حضرت بری امام کا اصلی نام سید عبد اللطیف شاہ ہے۔ آپ ۱۶۶۵ء میں باغ کلاں میں پیدا ہوئے۔ سید عبد اللطیف شاہ کو جماللہ حیات المیر زندہ پیر نے بری امام کا لقب عطا فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ کوئی تم سے پوچھے کہ یہ لقب کس نے عطا کیا تو تو برملا جواب دینا کہ یہ لقب امام الزمان مہدی ابن حسن عسکریؑ نے عطا فرمایا ہے۔ بری امامؒ کے والد ماجد کا نام نامی سید سخی محمود تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے ہوتا ہوا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے اور طریقت میں آپ کا سلسلہ کئی پشتوں کے بعد حضرت غوث پاک سے جا ملتا ہے۔ سید محمود اپنے زمانے میں زاہد، عابد، متقی اور صاحب علم مشہور تھے۔ آپ نجف اشرف کے فارغ التحصیل تھے۔ سید محمود نے اپنے صاحبزادے کی خداداد صلاحیتوں کو بچپنے ہی میں بھانپ لیا اور ان کی اعلیٰ پرورش کی اور بہترین تعلیم دلوائی۔ سید سخی محمود نے جب وفات پائی تو ان کو موجودہ اسلام آباد میں شارع کشمیر پر موجود آب پارہ مارکیٹ کے نزدیک دفن کر دیا گیا، جہاں آپ کی آخری آرام گاہ آج بھی موجود ہے۔

حضرت بری امامؒ کو آپ کے والد کی وفات کے بعد غور غشتی بھیجا گیا جو اس زمانے میں دینی علوم کا مرکز تھا۔ یہاں سے آپ نے حدیث، فقہ اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے علم طب اور روحانی علوم میں بھی کمال حاصل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نجف اشرف، کربلا اور شام سے ہوتے ہوئے مکہ المکرمہ تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کی ادائگی کے بعد آپ واپس ساہیوال پہنچے اور حضرت امیر بالا پیر کی خدمت میں حاضری دی۔ ان دنوں ساہیوال میں حجرہ مقیم شاہ روحانیت کا مرکز تھا۔ وہاں سے روحانیت کے بقیہ علوم حاصل کرنے کے بعد شاہ صاحب اپنے مرشد کے حکم سے پوٹھوار تشریف لے گئے۔

آپ کی سوانح حیات لکھنے والوں کے مطابق آپ سے بچپن ہی سے کرامات ظاہر ہونا شروع ہوئیں اور آپ اکثر گھر سے باہر رہنے لگے۔ پھر حضرت بری امام نے نور پور کی ایک غار میں طویل چلہ کشی کی اور اسی غار میں سلوک کے تمام منازل طے کئے۔ بعد میں آپ نے دریائے نیلاں پر ایک طویل چلہ کاٹ کر نفس کشی کی ایک مثال قائم کی۔

آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ کچھ دیہاتی آپ کی شکایت کرنے آپ کے والد کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ کے مویشی ہمارے کھیتوں کو برباد کر رہے ہیں جبکہ آپ کے صاحبزادے سو رہے ہیں۔ آپ کے والد صاحب سخت نالاں ہوئے اور دیہاتی کے ہمراہ کھیت دیکھنے گئے۔ وہاں جا کر آپ کے والد حیران رہ گئے کیونکہ کھیتوں اور ان کی فصلوں کو کوئی نقصان نہیں ہوا تھا اور شکایت کرنے والے نہ صرف حیران بلکہ شرمندہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا بھرم رکھنے کے لئے یوں بھی مدد فرماتے ہیں۔ اللہ کے ولی سوتے میں بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتے۔

ایک دفعہ ایک مغل شہزادہ شاہ حسنین کو قیمتی پتھروں کی تلاش تھی۔ جب اسے کافی تلاش کے باوجود قیمتی پتھروں کا کھوج لگانے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی اور ہندوستان واپسی کے وقت حضرت بری امامؒ کی کرامات اور روحانی طاقت کا علم ہوا تو شہزادہ آپ کے پاس آیا اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ آپ نے شہزادے کو ہزارہ میں ان پہاڑوں کی نشاندھی کروائی جہاں زمرد اور دوسرے قیمتی پتھروں کی کانیں تھیں۔ شہزادے کو وہیں سے قیمتی پتھر دستیاب ہوئے۔ واپس آکر شہزادے نے قیمتی پتھروں کی ایک تھیلی آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے فرمایا شہزادے تمہارے نزدیک یہ قیمتی پتھر ہیں میرے نزدیک ان کی حیثیت کنکریوں کی سی ہے۔ پھر آپ نے وہ تھیلی ندی میں الٹ دی۔ اس پر وہ مغل شہزادہ حیران ہوا۔ آپ نے فرمایا شہزادے ذرا اپنی آنکھیں بند کر لو۔ جب شہزادے نے آنکھیں بند کر لیں تو دیکھا کہ شاہ صاحب کے حجرے میں ہر طرف قیمتی پتھر بکھرے پڑے ہیں۔ آپ کی اس کرامت سے شہزادے پر اس قدر اثر ہوا کہ اس کا ظاہر اور باطن دونوں روشن ہو گئے۔ پھر اس نے حضرت

سے ذکر الٰہی، اور علوم روحانیت و طریقت سیکھے اور اس کے بعد ایک لمحہ بھی اس شہزادے نے آپ کی صحبت نہ چھوڑی۔ حضرت بری امام اسے ہمیشہ اپنے نزدیک جگہ دیتے تھے۔ یہی سبب ہے کہ وفات کے بعد بھی یہ شہزادہ آپ کی قبر مبارک کے پاس ہی دفن ہوا۔

حضرت بری امامؒ نے اپنے وقت میں درسگاہیں قائم کیں جہاں آپ لوگوں کو درس قرآن مجید دیتے تھے اور وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ آپ کی روحانیت اور عظمت کا شہرہ سن کر دور دور سے لوگ آپ کی درس میں شامل ہونے کو آتے تھے۔ آپ درس حاصل کرنے والوں کے قیام و طعام کا بندوبست کرتے تھے۔

حضرت بری امام ایک عالم باعمل تھے۔ آپ نے ترویج علم کے لئے تین قسم کے ادارے قائم کئے، مدرسہ، خانقاہ اور مسجد۔ ان میں مدرسے کو اولیت حاصل تھی جہاں علوم عربی کے علاوہ شریعت اور نظامی تعلیم کے فروغ کا بھی خاطر خواہ اہتمام تھا۔ اہل تصوف اور سالکین کی تعلیم خانقاہوں میں ہوتی تھی جبکہ عوام الناس کے لئے مسجدوں میں وعظ و نصیحت کا اہتمام تھا۔ حضرت بری امام نے مختلف علاقوں میں جا کر دین کی تبلیغ کی جس کے نتیجے میں سیکڑوں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت اپنے درس کی محفلوں میں عقیدہ توحید و رسالت کی اہمیت پر زیادہ زور دیتے تھے۔ علم حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ یہ علم اللہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم شریعت عطا فرمایا۔ شریعت میں اللہ کی کتاب، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور اجماع امت سب شامل ہیں۔

حضرت بری امامؒ نے سردار سید نور محمد کی صاحبزادی بی بی دامن خاتون سے شادی کی۔ ان سے آپ کی ایک صاحبزادی ہوئی جو کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ کی رفیقۂ حیات بھی چل بسی۔ آپ نے دوسری شادی نہ کی بلکہ عائلی پابندیوں سے آزاد ہو کر یاد الٰہی میں مصروف رہے۔

حضرت بری امامؒ طویل علالت کے بعد ۱۷۵۶ء میں اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کی وفات پر اورنگ زیب عالمگیر تشریف لائے اور قبر مبارک کی تعمیر بھی کروا دی ساتھ ہی باغ کلاں کو نور پور کے نام سے موسوم کیا۔

(یہ مضمون چند منتخب رسائل کے علاوہ زبانی روایات کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب)

بقیہ قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ نہ صرف ظاہری حسن و خوبی سے مالامال ہے بلکہ قرآن و سنت اور امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تعلیمات اور فرمودات سے بھی مزین ہے۔ اہل تصوف کے لئے یہ رسالہ ایک انمول تحفہ ہے۔

احمد حسن عادل اور علی خان شیلاوی

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں ہم فوجی جوانوں نے چند سوالات ارسال کئے تھے جن کا جواب تاحال شائع نہیں ہو سکا۔

صوبیدار محمد علی انصاری

نوائے صوفیہ کے لئے سالانہ چندہ ۱۲۰ روپے ارسال کئے تھے مگر رسالہ نہیں ملا۔ برائے مہربانی رسالہ ارسال کریں۔

لانس نائیک یوسف علی شیلو

جواب۔ یوسف صاحب۔ آپ کی شکایت شعبہ ترسیل کو پہنچا دی ہے انشاء اللہ ازالہ ہو گا۔

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں پچھلے دو ماہ سے رسالہ نہیں ملا ستمبر ۹۶ سے ایک سال کے لئے چندہ ارسال ہے۔ تاریخ بلتستان کی ایک جلد ارسال فرمائیں۔

لانس نائیک عبدالرحیم

جواب۔ آپ کی مطلوبہ کتاب صفہ لائبریری صوفیہ نوربخشیہ جامع مسجد ۹ / 7 G سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

ہم نگر میں آباد چند ملازمین نے قبلہ بوا محمد علی چھوربی کی زیر پرستی جمعہ جماعت کے علاوہ ایک انجمن بھی قائم کی ہے۔ براہ کرم نوائے صوفیہ کی تین کاپیاں ارسال کیا کریں۔

غلام حسن لشکری علی آباد ہنزہ

(باقی صفحہ نمبر ۴۲ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ)

فضائل اہل بیت

شکور علی انور بی - اے - بی - ایڈ - فاضل عربی

فضائل آل عبا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ٥ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ٣٩) ترجمہ۔ آپ فرما دیجئے (کہ اے لوگو) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احبوا اللہ لما ارفدکم من نعمۃ واحبونی لحب اللہ و احبوا اھلبیتی لحبی۔ (نصاب الاخبار شرح مشکواۃ) (المودت القربیٰ دیباچہ ص ١٣) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم خدا کو دوست رکھو اس نے اپنی نعمتیں تم کو عطا فرمائیں اور محبت خدا کے لئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے لئے میری اہل بیت کو دوست رکھو۔

خلاصۃ المناقب میں لکھا ہے کہ وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ ولہ الحمد عرض حب علی و فاطمۃ و ذریتھما علی البریۃ فمن باور منھم اوصیاء ومن اجاب بعد ذالک جعل مجھم الشیعۃ و ان جمعھم فی الجنۃ ترجمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ کے لئے حمد وثنا ہے کہ اس نے علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کی ذریت کی محبت تمام اہل بریہ کو پیش کی جس نے اجابت میں تقدم کیا۔ ان میں سے رسول بنائے۔ پھر جس نے قبولیت میں پیش قدمی کی ان میں سے اوصیاء بنائے پھر جو ان کی محبت میں آگے بڑھے ان کو حقیقی محب علیؑ بنایا اور یہ سب جنت میں جمع ہوں گے۔

مثالی زندگی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من احب ان یحی حیاتی و یموت مماتی و یدخل الجنۃ التی وعدنی ربی فلیتول علی ابن ابی طالب و ذریتہ الطاھرین آیۃ الھدی و مصابیح الدجی من بعدہ فانھم لن یخرجوکم من باب الھدی الی باب الضلالۃ۔ زبدۃ المناقب بحوالہ کنز الاعمال ترجمہ۔ یعنی جو چاہتا ہے کہ ویسی زندگی گزارے جیسی میں نے گزاری ویسی موت پائے جیسی میرے لئے آئی وہ اس جنت میں داخل ہوں گے جس کا میرے رب نے وعدہ فرمایا ہے۔ پس وہ علی ابن ابی طالبؑ اور ان کی ذریت مطہرہ سے محبت کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہ ہدایت یافتہ امام ہیں اور روشنی کے چراغ ہیں وہ کبھی تمہیں باب ہدایت سے ضلالت کی طرف نہیں لے جائیں گے۔

سیرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب میں عبید اللہ امرتسری نے یہ حدیث وارد کی ہے کہ۔

و عن انس ابن مالک قال فی قولہ تعالی مرج البحرین یلتقیان قال علی و فاطمۃ یخرج منھما اللولوء و المرجان قال الحسن و الحسین۔ انس ابن مالک اس آیت کی تفسیر میں کہ دو دریا باہم ملتے ہیں، فرماتے ہیں کہ دو دریا سے مراد علیؑ اور فاطمہ ہیں (اور دوسری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں) کہ نکالے ہیں ان سے موتی اور مونگا سے مراد حسن و حسین ہیں۔ (ارجح المطالب ص ٢٩٣)

خیمہ والے

عبداللہ امرتسری نے کتاب ریاض النضرۃ سے نقل کیا ہے۔

عن ابی بکر الصدیق اقال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیم جنۃ وھو متکل علی قوس عربیۃ وفی الخیمۃ علی و فاطمۃ والحسن والحسین یا معشر المسلمین انا سلم لمن سالمھم اھل ھذہ الخیمۃ وحرب لمن حاربھم و ولی لمن و اللھم لا یحبھم الا سعد الجد اطبب الولادۃ ولا یبغضھم الا شقی الجد ردی الولادۃ

(ارجح المطالب ص ۲۹۳)

ترجمہ - حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خیمہ برپا کرتے ہوئے دیکھا اور آپ عربی کمان پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ اور خیمہ میں جناب علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ تشریف فرما تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا - اے گروہ مسلمانان میں اس خیمہ والوں کے ساتھ صلح کرنے والوں کے ساتھ صلح کرنے والا اور جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے والا ہوں - اور اسے دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے اور ان کو دوست نہیں رکھے گا مگر نیک بخت پاک ولادت والا اور ان کو شہ دشمن رکھے گا مگر بد بخت ناپاک ولادت والا۔

حضرت سید محمد صالح کشفی ترمذی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب میں روایت بیان کرتے ہوئے صحیح ترمذی مصابیح اور مشکوٰۃ کے حوالے سے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم بعلی و فاطمہ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم و سلم لمن سالمھم۔ (کوکب دری ص ۱۹۹ منقبت ۸۶)

ترجمہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی المرتضیٰؓ سیدۃ النساء فاطمہؓ اور حسنینؓ کے لئے فرمایا کہ میں جنگ کرنے والا ہوں اس شخص سے جو ان سے جنگ کرے اور صلح کرنے والا ہوں اس شخص سے جو ان سے صلح کرے۔

حضرت محمد خواجہ پارسائی بخاری نے کتاب فصل الخطاب میں فضائل اہل بیت کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ بعض عارفین نے کہا ہے کہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے قرابت داروں سے محبت کرنے کا پھل خود انسانوں کے اپنے نفسوں کی طرف عائد ہوتا ہے کیونکہ مودت رکھنا خود ان کی نجات کا باعث ہے - جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا - قل ما سالتکم من اجر فھو لکم (ان سے کہہ دو کہ جس مزدوری کا میں نے تم سے سوال کیا ہے وہ تمہاری خاطر ہے)

مودت اور محبت روحانی مناسبت چاہتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ ان لوگوں کا حشر کے روز آپس میں اکٹھا ہونا ہے - حدیث وارد ہے کہ المرء مع احب الانسان کا حشر اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہوگا - کل بات ناممکن ہے کہ جس شخص کی روح مکدر ہو اور اہل بیت سے اس کا مرتبہ دور ہو وہ اہل بیت سے حقیقتاً اور خلوص دل سے محبت رکھتا ہو اور اسی طرح یہ بات بھی ناممکن ہے کہ جس شخص کی روح روشن ہو وہ ان حضرات کو دوست نہ رکھتا ہو - ایسے لوگ اہل بیت نبوت اور معادن ولایت اور فتوت کی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں - ان حضرات کو وہی شخص دوست رکھتا ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتا ہوگا۔

اگر یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی عنایت اول کے لحاظ سے محبوب نہ ہوتے تو ان کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوست نہ رکھتا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عین محبت خدا ہے - یہ محبت اجمال کے بعد تفصیلی صورت میں ہوتی ہے۔

حدیث مذکورہ بالا میں چار حضرات علی، فاطمہ اور ان کے دونوں فرزند مخصوص طور پر مذکور ہوئے ہیں - نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ان کے علاوہ اور کسی کی محبت پر ایسا برانگیختہ نہیں کیا - ان حضرات سے محبت کرنا اہل اسلام پر واجب ہے - اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ان سے احسان کرنے کے بارے میں برانگیختہ کیا ہے اور ان پر ظلم کرنے اور ان کو اذیت دینے سے منع کیا ہے - حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اس شخص پر جنت حرام ہے کہ جس نے میری اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے بارے میں مجھے اذیت دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی نیکی کی اور اس کو اس نیکی کا بدلہ نہ ملا تو میں اس شخص کو کل جب قیامت کے روز وہ مجھے ملے گا تو خود اس کا بدلہ دوں گا - اور جس شخص نے کسی نیکی کو حاصل کیا ہم اس نیکی میں اچھی زیادتی کریں گے - یعنی جس شخص نے آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو حاصل کیا ہم اس شخص کی پیروی کرنے میں جو اس نے اہل بیت کے طریقہ پر کی، اچھائی کو زیادہ کریں گے۔

یہ محبت صفا استعداد اور پاکیزہ فطرت کی وجہ سے ہوتی ہے - ان سے اچھی متابعت کی توفیق موجب ہوتی ہے - ان کی ہدایت کو قبول کرنے کو مقام مشاہدہ میں لے آتی ہے - اہل ولایت سے محبت کرنے والا قیامت کے روز ان حضرات کے

ساتھ محشور ہو گا ۔ (ینابیع المودت ص ۵۹۸ باب ۹۵ تالیف سلیمان قندوزی مفتی قسطنطنیہ)

دوستی کا پروانہ

حضرت سید محمد صالح کشفی ترمذی لکھتے ہیں کہ بحر المعارف اور خلاصۃ المناقب میں منقول ہے ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ یصعد علی ابن ابی طالب علی الفردوس وھو جبل عال فی الجنۃ و فوقہ عرش رب العالمین و من سفحتہ یتفجر انھار الجنۃ و تتفرق فی الجنان و ھو جالس علی کرسی من نور یجری بین یدیہ التسنیم لا یجوز احد علی الصراط المستقیم الا معہ براءۃ بولایتہ و ولایۃ اہل بیتہ وھو یشرف علی الجنۃ فیدخل محبیہ الجنۃ و مبغضیہ النار (کوکب دری منقبت ۹۹ ص ۲۰۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب قیامت قائم ہو گی تو علیؑ فردوس کے اوپر جائیں گے اور وہ بہشت میں ایک پہاڑ ہے ۔ اور اس کے اوپر عرش پروردگار ہے اور اس کے دامن سے نہریں جاری ہو کر بہشت میں بہتی ہیں اور وہ نور کی کرسی پر جلوہ افروز ہو گا اور اس کے سامنے سے تسنیم کا چشمہ جاری ہو گا ۔ اور کسی شخص کو صراط سے گزرنے کی اجازت نہ ہو گی سوا اس شخص کے جس شخص کے پاس علیؑ اور آل علیؑ کی دوستی کا پروانہ ہو اور جنت کو اوپر سے دیکھتا ہو گا اور اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا اور دشمنوں کو دوزخ میں ۔

بارہ نقیب کی تفصیل و تشریح

اہل بیت اطہار یعنی آل عبا کی فہرست میں صرف ان چار اشخاص کو ہی مخصوص نہیں فرمایا ۔ بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بارہ خلفاء نقباء کا تذکرہ فرمایا ہے جن کو آپ کے بعد آنا تھا ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیل لہ یکون بعدہ من الخلفاء قال نعم اثنا عشر عدد نقباء بنی اسرائیل ۔ جب حضرت ابن مسعودؓ سے کسی اعرابی نے سوال کیا کہ کیا تم سے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ ان کے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے جواب دیا کہ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہ میرے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے موافق بارہ خلیفہ ہوں گے ۔ (کتاب مودت القربیٰ مودت دہم ص ۸۰) (ینابیع المودت ص ۴۹۷)

دوسری جگہ حضرت میر سید علی ہمدانی روایت نقل کرتے ہیں کہ عن عبایہ ابن ربعی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا سید النبیین و علی سید الوصیین و ان الاوصیاء من بعدی اثنا عشر اولھم علی و آخرھم قائم المھدی ا ۔ حضرت عبایہ بن ربعی سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام پیغمبروں کا سردار ہوں اور علیؑ تمام اوصیاء کا سردار ہے اور میرے بعد بارہ وصی ہوں گے ان میں سے اول علیؑ اور آخری آل محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام ہیں (کوکب دری ص ۲۱۹) (ینابیع المودت ص ۴۹۷) (کتاب المودت القربیٰ مودت دہم حدیث ۷ ص ۸۰)

(جاری ہے)

بقیہ مختصر معلومات شاہ ہمدان

---

۱۵ ۔ سید محمد کاظم

۱۶ ۔ سید محمد قریشی نے ۔

۱۷ ۔ کتاب ذخیرۃ الملوک ۔

۱۸ ۔ ۲۴ بزرگوں سے ۔

۱۹ ۔ جابر حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا ۔

۲۰ ۔ ۱ ۔ صحیفہ مومن کا دل علی ابن ابی طالب ہے ۔

۲ ۔ ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے علیؑ میرے وصی اور وارث ہیں ۔

۲۱ ۔ اگر لوگ حب علیؑ پر جمع ہوتے تو خلاق عالم دوزخ کو نہ بناتا ۔

۲۲ ۔ سلسلہ کبرویہ سے ، جو آگے چل کر سلسلہ نوربخشیہ کے نام سے مشہور ہوا ۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

مختصر معلومات امیر کبیر سید علی ہمدانی

اخوند محمد حسین کاشف

سوالات:

سوال نمبر۱۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے ۱۳۸۱ء میں ورود بلتستان کے ثبوت میں جن مصنفین نے قلم اٹھایا ہے ان کے نام کیا ہیں؟

سوال نمبر۲۔ آپ کو کتے کا گوشت کھلانے کی ناکام کوشش کس بدبخت نے کی؟

سوال نمبر۳۔ آپ بلتستان سے کونسے راستے ترکستان تشریف لے گئے تھے؟

سوال نمبر۴۔ آپ نے دوران سیاحت کتنے اولیائے کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا؟

سوال نمبر۵۔ آپ نے کتنی بار حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا؟

سوال نمبر۶۔ آپ کی کتابوں کے ترجمے جن زبانوں میں ہوئے ہیں ان کے نام بتایئے۔

سوال نمبر۷۔ آپ کی شان میں جن ارباب قلم نے تحسین و عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں ان میں سے چند کے نام بتایئے۔

سوال نمبر۸۔ آپ نے حیات انسانی کی جن چھ منزلوں کا ذکر فرمایا ہے ان کے نام بتایئے۔

سوال نمبر۹۔ آپ کے مزار کے بارے میں ایک روسی عالم پالوسکی نے مقالہ کب لکھا؟

سوال نمبر۱۰۔ آپ کا مزار کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

سوال نمبر۱۱۔ آپ نے کتنی عمر پائی؟

سوال نمبر۱۲۔ آپ کون سے امام کی اولاد ہیں؟

سوال نمبر۱۳۔ آپ کی والدہ کا سلسلہ نسب کونسی عظیم ہستی سے ملتا ہے؟

سوال نمبر۱۴۔ ہمدان میں آپ کا چلہ خانہ کس نام سے آج بھی موجود ہے؟

سوال نمبر۱۵۔ کشمیر میں آپ کے کتب خانے کا منتظم کون تھا؟

سوال نمبر۱۶۔ آپ کے کونسے مرید نے ۳۶۰ بت توڑے؟

سوال نمبر۱۷۔ آپ نے بادشاہوں کی فرمائش پر کونسی کتاب تصنیف فرمائی؟

سوال نمبر۱۸۔ آپ کو کتنے بزرگوں نے خرقہ ارشاد اور اجازت نامہ دیا؟

سوال نمبر۱۹۔ آپ کے نزدیک بہترین جہاد کیا تھا؟

سوال نمبر۲۰۔ آپ کا رسالہ سبعین المناقب مندرج دو احادیث بتایئے

سوال نمبر۲۱۔ آپ نے اپنی کتاب روضۃ الفردوس میں حضرت علیؑ کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

سوال نمبر۲۲۔ آپ کا تعلق سلسلہ تصوف کی کونسی شاخ سے تھا؟

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین

کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم

اکتوبر ۱۹۹۶ء قیمت بارہ روپے شمارہ نمبر ۲۳

مدیر و ناشر:

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر:

رنگیے کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان	144/-	روپے سالانہ
کویت	600/-	روپے سالانہ
متحدہ عرب امارات	600/-	روپے سالانہ
انڈیا	400/-	روپے سالانہ
یورپ	600/-	روپے سالانہ

خط و کتابت اور مضامین

بھیجنے کا پتہ:

مکان نمبر D-102

سیٹلائٹ ٹاؤن

سید پور روڈ،

راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، ڈرافٹ اور

رجسٹری بھیجنے کا پتہ:

فلیٹ نمبر 7 ، بلاک نمبر 14 ،

کیٹگری IV ، آئی ایٹ ون،

اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

فکر و تذکر	گاہے گاہے باز خواں	ڈاکٹر غازی محمد نعیم
اکتساب	قرآن مجید	مولوی عبدالحمید
فقہ	مجموعہ شریعت محمدیہ	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
تصوف	تعرف	احمد علی
سلوک	چہل مقام صوفیہ	رستم علی انجم
شرح و دین	جمعہ، جماعت اور فروغ اخوت	م ۔ ش ۔ کوروی
احوال صوفیاء	سید عبداللطیف شاہ	محمد جابر
اہل بیت	فضائل اہل بیت	شکور علی انور
ہمدانیات	مختصر معلومات شاہ ہمدانؒ	محمد حسین کاشف
نوربخشیات	شاہ سید محمد نوربخشؒ کا روحانی مقام	سید نواز حسین
نکات دانش	میر عبدالعزیز سے انٹرویو	غ ۔ م ۔ ن
بقائے دوام	مرکزی خانقاہ معلی خپلو	حاجی محمد سلیم
یادرفتگاں	بواسید پا مرحوم	جی ۔ ایچ ۔ معروفی
فقہی مسائل	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	
نامہ سالک	قارئین کے خطوط	ہومیو ڈاکٹر شاہد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 ، سیکٹر G-6/1-1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

جوابات:

۱۔ان مصنفین کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔
حضرت میر نجم الدین ثاقب
جناب ڈاکٹر محمد ریاض
جناب غلام حسن حسنو
جناب یوسف حسین آبادی
جناب عبدالحمید خاور
جناب فدا حسین شمیم
جناب ڈاکٹر صابر آفاقی
جناب غلام حسین سلیم
جناب سید محمد عباس کاظمی
جناب وزیر احمد

۲۔یولی فوکناشی نامی آدمی نے۔

۳۔سیاچن گلیشیر کے راستے۔

۴۔چودہ سو اولیائے کرام سے۔

۵۔۱۴ بار

۶۔ان زبانوں کے نام یہ ہیں۔
اردو۔پشتو۔جرمن۔انگریزی۔فرانسیسی۔فارسی۔عربی۔

۷۔ان عقیدتمندوں میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔
شاہ سید محمد نوربخش قہستانی
ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی
حکیم الامت علامہ محمد اقبال
ڈاکٹر محمد ریاض
ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر
ڈاکٹر صابر آفاقی
مستان شاہ کابلی
جان محمد قدسی
شیخ محمد یعقوب صرفی
جعفر بدخشی
مفتی غلام سرور لاہوری
ابو محمد جامی محی الدین

مولوی عبدالمقتدر
محمد ہاشم شیرازی
غلام محمد شاد
محب الحسین
طالس بیل
لینٹ
سید نعمت اللہ شاہ
محمود بن سلیمان کفوی
ڈاکٹر محمد حسین
ڈاکٹر صفا
قاضی نوراللہ شوستری
ظہیرالدین بابر
مولد مارین (فرانسیسی نقاد)
مولانا عبدالرحمان جامی
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
شیخ منیری
سید اشرف جہانگیر سمنانی

۸۔وہ منزلیں یہ ہیں۔
۱۔صلب پدر ۲۔رحم مادر ۳۔عالم فانی (دنیا) ۴۔لحد (قبر) ۵۔عرصات داد ۶۔بہشت ۷۔دوزخ

۹۔۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو THE KOLAB TRUTH میں۔

۱۰۔۱۲ کروں پر

۱۱۔۷۳ سال

۱۲۔امام زین العابدینؑ کے

۱۳۔سترہویں پشت میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

۱۴۔گنبد علویاں کے نام سے۔

سید محمد نوربخش کا روحانی مقام

سید نواز حسین ایم ۔ اے ۔ بی ۔ ایڈ ۔ فاضل علوم عربیہ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون ۝ ترجمہ ۔ آگاہ رہو (کہ اس مخلوق کا نام) اولیاء اللہ (ہے اور ان کی شان یہ ہے کہ) ان کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

اس حقیقت میں ذرا برابر شک کی گنجائش نہیں ہے کہ جو بندہ اللہ کی یاد میں محو ہو جائے وہ دنیا و مافیہا کے ہر خوف اور غم سے کلی طور پر آزاد ہو جاتا ہے ۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان اللہ تعالی قال من عادلی ولیا فقد آذنتہ بالحرب جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرے گا اس شخص کے لئے میری طرف سے اعلان جنگ ہے ۔ نیز ارشاد فرمایا و لا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبہ ۝ میرا بندہ ہمیشہ کثرت نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں ۔ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بھا و رجلہ التی یمشی بھا و ان سالنی لاعطینہ و لان استعاذنی لاعیذنہ ۔ ترجمہ ۔ پھر جب میں اپنے بندے کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے ۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے ۔ اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں ضرور اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہوں تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں۔

اس حدیث قدسی کا مطلب یہ ہے کہ خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے محبوب بندوں کے جملہ حواس و قویٰ میں اپنی قدرت کا ایسا جلوہ عطا فرماتا ہوں کہ ان کی قدرت و طاقت کو دیکھ کر میری طاقت اور قدرت یاد آجاتی ہے ۔ ظاہر ہے کہ وہ خاصان خدا جنہیں اولیاء اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اگر ایسی طاقت اور قدرت کے مالک ہوں گے جس کا ذکر مندرجہ بالا حدیث قدسی میں ہوا ہے تو پھر کسی دنیاوی خوف اور حزن کا ان کے پاس بھی پھٹکنا امر محال ہے ۔ چنانچہ غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخشؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف کتاب الاعتقادیہ میں یوں رقم طراز ہیں ۔ ویجب ان تعتقد ان الاولیاء ورثۃ الانبیاء لانھم العالمون العاملون و العلماء الربانیون و ماقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء تلک الکمل وھم فی امۃ محمد علیہ والسلام اکثرین ثلاث مائۃ الف والعالم لا یخلوا من برکاتھم طرفۃ عین لما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو لا الابرار لھلک الفجار و آدمھم علی و خاتمھم مھدی ویجب الایمان بالاولیاء فی الطریقۃ کما یجب الایمان بالانبیاء فی الشریعۃ ۔ ترجمہ ۔ اس بات پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ اولیائے عظام انبیائے کرام کے وارث ہیں ۔ اس لئے اولیائے عظام عالمین شریعت ، عاملین طریقت اور علمائے ربانیین ہوتے ہیں ۔ یعنی علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں ۔ اس کے مصداق یہی باکمال اولیائے عظام ہیں ۔ حبیب کبریا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ان اولیائے عظام کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ ہے ۔ دنیا ان کے فیوض و برکات سے ایک لمحہ بھی خالی نہیں رہ سکتی ۔ جیسا کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اگر نیکوکار لوگ نہ ہوتے تو بدکار لوگ تباہ و برباد ہو جاتے ۔ آدم الاولیاء علیؑ اور خاتم الاولیاء مھدیؑ ہیں ۔ انھی اولیائے عظام میں سے ایک عالم ربانی الحکیم الصمدانی جامع المعقول و المنقول ، حاوی فروغ و اصول ، قطب العارفین ، سراج السالکین ، مصباح المقربین ، سلطان الموحدین ، غوث المتاخرین ، سید العارفین ، دلیل الاولیاء ، برھان الاصفیاء ، السید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ اعلی اللہ مقامہ تھے ۔ عربی لغت کی مشہور کتاب المنجد آپ کا تعارف ان الفاظ میں پیش کرتی ہے ۔

نوربخش (محمد) (۱۳۹۲ ـ ۱۴۶۴)

ولد فی قوهستان و توفی فی الری موسس الطریقۃ النوربخشیہ دعا الناس الی الایمان بہ بہدیاً و اماماً و خلیفۃ سجن و افرج عنہ ـ لہ الفقہ الاحوط وضع فیہ علی ما یقال مذہباً وسطاً بین تعالیم السنیہ و الشیعہ ـ ترجمہ ـ

نوربخش اصل نام محمد ہے (ولادت ۱۳۹۲ء اور وفات ۱۴۶۴ء) آپ قوہستان میں پیدا ہوئے رے میں انتقال فرمایا ـ آپ مسلک نوربخشیہ کے بانی ہیں ـ آپ نے ایک ہدایت یافتہ امام اور خلیفہ کا سا کردار ادا کرتے ہوئے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی ـ آپ کو قید کر لیا گیا اور پھر رہائی نصیب ہوئی ـ آپ کا عظیم قلمی شہکار الفقہ الاحوط ہے آپ نے سنی اور شیعی تعلیمات کے مابین ایک متوسط مسلک کو بیان کیا ـ

دور جدید کے ایک محقق ڈاکٹر صابر آفاقی اپنی کتاب جلوہ کشمیر میں لکھتے ہیں ـ " سید محمد نوربخش نے اہل تسنن اور اہل تشیع کے درمیان ایک اعتدال کی راہ پیدا کر کے دونوں فرقوں کو نزدیک تر لانے کی کوشش کی اور نوربخشیہ فرقہ اسی راہ اعتدال پر گامزن ہوا ـ"

مشہور ماہر اقبالیات ڈاکٹر محمد ریاض نے بھی اپنی تصنیف سید علی ہمدانی میں تقریباً یہی موقف اختیار کیا ہے ـ

رفع الاختلاف بین الامۃ اور اتحاد بین المسلمین کے اس عظیم داعی کے روحانی مقام اور مرتبے کو صاحب کتاب مجالس المومنین قاضی نوراللہ شوستری یوں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں ـ ترجمہ ـ " غوث المتاخرین سید العارفین سید محمد نوربخش نوراللہ مرقدہ ایک درخشندہ ستارہ تھے ، اسرار غیبی پر جھانکنے والوں کی آنکھوں کو نور بخشنے والا ، لاریبی واردات کی جلوہ گاہوں سے دیکھنے والوں کی بصیرت میں اضافہ کرنے والا ، سیاہ لباس میں ملبوس جو کہ درگاہ ولایت کے مشائخ عظام کا طریقہ تھا ـ ایسا لگتا ہے کہ سیاہی نور میں لپٹی ہوئی ہے جو آب حیات کی جانب رہنمائی کرنے والا ہے اور ظلمات میں مخفی ہے ـ کمال عرفان کے عنوان انوار ہمت کی جھلک آپ کی حال و مقال سے عالی ہمت کا نمایاں ظہور نور کی شعاعوں کی مانند طور کی چوٹی پر جلوہ افروز ہر قسم کے اعتراضات سے مبرا ـ اسی سلسلے میں لکھا گیا ہے کہ شب تجلی میں ماہتاب کی کیا حاجت ؟ ـ"

آپ کے مرشد حضرت خواجہ اسحاق ختلانی نے ایک خط میں لکھا ـ گلستان رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلی ، فرزند ارجمند شاہ سید محمد نوربخش ـ یہ اللہ کی بے شمار برکتیں ہوئیں جو پیدا ہوتے ہی تمام بشری کمزور صفتوں سے بچ کر دل کے آئینے کو صاف و مجلی رکھے ہوئے غیروں سے دور ذکر الہی کی پر خلوص نشستوں میں گم سم یقین و معرفت کی شہرتوں کا ڈنکا بجانے لگے ہیں ـ

امین احمد رازی ہفت اقلیم میں لکھتے ہیں ـ " سید محمد نوربخش بلند درجہ سادات کرام میں سے تھے ـ آپ کا رحب دل منور ولایت و ارشاد کی صورت کا عکس پذیر اور کرامات کا مظہر تھا

شیخ علی بن قاسم بلالی آپ کے روحانی مقام کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ـ

شہ عارفاں قدوۃ الاولیاء است
مہ کاملان زبدۃ الاصفیاء است
مسمیٰ محمد لقب نوربخش
بجذبہ باہل طلب نوربخش
بہ تخت شریعت ، شہ تاجدار
بہ چرخ طریقت مہ دہ چہار

شیخ شمس الدین محمد لاہیجی اسیری طائر روحانیت کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے لکھتے ہیں ـ

آن محمد سیرت حیدر خصال
ہمتش را ہر دو عالم پائمال

غوث اعظم دین و ملت را پناہ
فقر ذاتش در کمالاتش گواہ

مظہر جامع امام الاصفیا
گشتہ بر تخت ولایت بادشاہ

در شریعت در طریقت پیشوا
در حقیقت رہروان را رہنما

سید العارفین مجاہدہ کرتے کرتے جب اعلیٰ روحانی مقام پر پہنچے اور والذین جاھدو افینا لنھدینھم سبلنا کی بنا پر آپ کو اللہ کی سچی محبت ملی ـ چنانچہ عالم ملکوت کے احوال کشف ہونے پر پھر عالم لاہوت کے تفصیلی مطالعہ اور عالم جبروت کی جھلکیوں سے پر لطف انداز میں منور ہونے کی انتہا کو پہنچ گئے ـ آپ کا قطرہ وجود خداوند قدوس کے دریائے یکتائی میں جا گرا ـ تمام کثافتوں سے پاک ہو کر آپ اللہ کی معرفت میں گم ہو کر اللہ کی رحمت کے ساتھ باقی ہو گئے تو آپ کے مرشد حضرت خواجہ اسحاق ختلانی خود آپ کی رفعت مقام پر عش عش کرنے لگے اور ایک غیبی اشارے کے تحت آپ کو نور بخش کا لقب عطا کیا ـ شیخ محمد لاہیجی اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں ـ

آمدہ از غیب نامش نور بخش
بود چوں خورشید ذاتش نور بخش

خواجہ اسحاق نے آپ کو نور بخش کا روحانی تحفہ دینے کے بعد سید العارفین کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یوں خود اپنے مرید کے مرید بن گئے ـ سبحان اللہ روحانی عظمت کی ایسی مثال تاریخ روحانیت میں ڈھونڈے نہ ملے گی ـ

قاضی نور اللہ شوستری نے حاجی محمد سمرقندی کے حوالے سے لکھا ہے ـ جب حضرت خواجہ ختلانی پر از روئے کشف یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ میر سید محمد نور بخش کی سیادت صحیح، مرتبہ بلند اور نسب عالی ہے تو انہوں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور فرمایا کہ ہم فرزند محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کر رہے ہیں ـ اور اس آیت کی تلاوت فرمائی ـ ان الذین

یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما

عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما ○ اس کے بعد فرمایا کہ ہم سر کی بازی لگا دیں گے اور کبھی بھی منہ نہ پھیریں گے اور یہ شعر بھی مطلع خاطر انوار سے بے ساختہ نکلا ـ

غلام آنچناں عشقم کہ از وے بوئے خوں آید
معاذ اللہ کہ ایں سودا مرا از سر بروں آید

ترجمہ ـ میں ایسے عشق کا فریفتہ ہوں جس سے خون

(ایثار و قربانی) کی بو آتی ہے ـ اللہ اس فریفتگی کو میرے اندر پختہ کر دے ـ

بلاشبہ غوث المتاخرین ولایت کے مقامات میں کمال درجہ پر فائز تھے ـ آپ دل کے سات کیفیاتی طور طریقے، مختلف غیبی روشنیوں، احوال کشف، احوال مشاہدہ، احوال معائنہ اور روحانی تجلیات، آثار و افعال صفات الٰہیہ، مظاہر حق، جملہ تجلیات حق، عالم لاہوت میں فنا ہونے والے، عالم جبروت میں باقی رہنے والے، جملہ مظاہر کلیہ کے حامل، معرفت کا عامل، جملہ اشیا کی حقیقتوں کی تحقیق کرنے والے اور تمام احوال کا معائنہ کرنے والے ولی کامل تھے ـ

آپ صرف کانوں سے سننے پر قناعت کرنے والے نہ تھے، آپ ہدایت کرنے والے، روحانی منازل طے کرنے والے، صحیح عزلت و خلوت نشینی، صحیح صحبت اور ان کے احوال کے مناسب جملہ سیاسی مصلحتوں اور باقتوں کے ذریعہ سے درجہ کمال کو پہنچانے والے تھے ـ

آپ سالکین کے اخلاق کو پاکیزہ رکھنے میں ان کا حکیم، سالکین کے بود و باش اور خلقت کو درست رکھنے کے لئے ان کا ڈاکٹر، شریعت کے مجتہد، طریقت کے مجاہد، اور علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین کی صورت میں حقیقت تک رسائی پانے والے تھے ـ

ان علوم کے اصول، فروع، کلیات اور جزئیات پر یقین رکھنے والے تھے ـ

سالکین کے تزکیہ نفوس کے لئے سعی کرنے والے اور ان کی قلبی صفائی کے لئے ان کے مددگار تھے ـ

طالبان راہ حق کو ہدایت کرنے کا اجازت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کا سلسلہ (سلسلۃ الذہب) کسی قسم کے انقطاع کے بغیر حضرت شہنشاہ ولایت علی علیہ السلام کے توسط سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے ـ

خود غوث اعظم نے اپنے روحانی مقام کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا ـ

آنم کہ زہر در کف من انگبین شود
دیو از لطافتم بہشتی حور عین شود

آنم کہ گر گزار کنم بر دل جحیم
دوزخ بہشت و نار گل و یاسمین شود

نے جان من کہ چشم نور بخش کیمیا است
بر ہر کہ آنچناں نگرد، ایں چنیں شود

(۱) میں وہ ہوں کہ میرے ہاتھ میں زہر بھی شہد ہو جاتا ہے۔ اور میری لطافت سے دیو بھی حور عین کی طرح ہو جاتا ہے۔
(۲) میں وہ ہوں کہ جہنم پر گزر کروں، تو دوزخ بہشت بن جائے اور آگ گلاب اور چنبیلی بن جائے۔
(۳) نہیں میری جان، نور بخش کی نگاہ کیمیا کا اثر ہے۔ اور وہ جس کو بھی دیکھتا ہے وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے۔

حاجی محمد سمرقندیؒ سید محمد نور بخش نور اللہ مرقدہ کے اولین مریدوں میں سے تھے۔ یہ ان دو علما میں سے ایک تھے جو شاہ سیدؒ سے مناظرہ کرنے آئے تھے۔ جب محمد سمرقندی کو غوث المتاخرین کے اعلیٰ روحانی مقام کا پتہ چلا تو شرمندگی سے روتے ہوئے اخلاص و اعتقاد کے ساتھ حضرت میر محمد نور بخش کا دامن ہدایت تھام لیا اور اپنا وطن چھوڑ کر آنحضرتؒ کی خدمت کے دروازے پر مقیم ہوئے۔ ارباب سلوک کے حلقہ میں داخل ہو کر عبادات و ریاضات میں مشغول ہوئے۔ سید العارفین نے اپنے روحانی فیض کے ان کو سونے سے کندن بنا دیا۔

غوث المتاخرین کے اعلیٰ روحانی مقام کی جھلک آپ کی تالیف کردہ الفقہ الاحوط میں بھی نظر آتی ہے جس میں احکام شرعیہ کے ظاہری پہلو کے ساتھ ساتھ روحانی پہلو کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً آپ نے سکر کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ (۱) سکر ظاہری (۲) سکر باطنی۔ اول الذکر سکر سے طہارت ختم ہو جاتی ہے جبکہ ثانی الذکر سکر سے طہارت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ سکر باطنی کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اسلام کی روحانیت کا دار و مدار خدا تعالیٰ کا شوق اور اس کی محبت پر ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جہاں گہری نیند سے وضو جاتا رہتا ہے وہاں اس روحانی گم گشتگی سے وضو میں کوئی خلل نہیں آتا جو ارباب ریاضت کو حاصل ہوتی ہے۔ ارباب ریاضت باادب ہو کر اطمینان سے بیٹھے ہوئے بظاہر قبلہ کا رخ کئے ہوئے ہوتے ہیں اور باطن میں وہ حق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ دلوں پر غیب سے لگنے والی ایک خوشبو کی وجہ سے محسوس چیزوں سے غائب ہوتے ہیں اور معدہ کے خالی ہونے کی صورت میں ان کے ظاہری حواس ٹھہر جاتے ہیں تو یہ صورت وضو کے حق میں باعث قباحت نہیں۔

القصہ ایسے وقت میں جب روحانیت اور عرفان کے زوال کی وجہ سے مسلمانوں کے فروعی اختلافات کو ہوا مل رہی تھی اور ان کا شیرازہ بکھرتا جا رہا تھا اور اسلامی اخوت کی روح عنقا ہوتی جا رہی تھی، جناب شمس العارفین سید محمد نور بخشؒ نے ظاہری فروعی اختلافات کو ہیچ ثابت کر کے مسلمانوں کی توجہ روحانیت کی طرف مبذول کرائی اور اہل اسلام کو اخوت و اتحاد کا درس دیا۔

ضروری وضاحت

نوائے صوفیہ کے شمارہ نمبر ۲۲ میں شائع شدہ مضمون - حقیقت روح - مشہور دانشور ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب - من کی دنیا سے ماخوذ ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ اس حوالے کے شائع نہ ہونے پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ مضمون نگاروں سے التماس ہے کہ وہ اپنے مضامین کی ماخذ کتب اور حوالہ جات کی فہرست ضرور تحریر کریں۔ ساتھ ہی ہم یہ بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ نوائے صوفیہ میں صرف ان مضامین کو شامل اشاعت کیا جاتا ہے جو طبع زاد ہوں یا پھر تحقیق و جستجو سے تیار کئے گئے ہوں۔ معروف تصانیف سے ماخوذ مضامین کے ساتھ کتاب اور مصنف کا حوالہ اور مصنف اور ناشر کا اجازت نامہ شامل ہونا ضروری ہے، ایسے مضامین صرف مفید اور مقصدی ہونے کی صورت میں اشاعت کے لئے زیر غور آ سکتے ہیں۔

بقیہ قارئین کے خطوط

مدرسہ شاہ ہمدان کی سالانہ رپورٹ ارسال ہے اسے تفصیل سے شائع کریں۔

دولت علی تھلوی سکردو

جواب۔ انشاء اللہ ارسال کردہ رپورٹ عنقریب شائع کر دی جائے گی۔

معروف کشمیری رہنما میر عبدالعزیز صاحب سے انٹرویو

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

تعارف

میر عبدالعزیز صاحب ہفت روزہ "انصاف" راولپنڈی کے مدیر ہیں ۔ آپ ایک ممتاز کشمیری لیڈر ہیں اور گزشتہ نصف صدی سے تحریک آزادی کشمیر کے صف اول کے کارکنوں اور رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں ۔ آپ شاہ ہمدان انٹرنیشنل ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری بھی ہیں اور قومی اور بین الاقوامی سطح پر شاہ ہمدان کانفرنس کے انعقاد میں پیش پیش رہے ہیں ۔ حال ہی میں صدر پاکستان نے میر صاحب کو ان کی گراں قدر خدمات کے اعتراف کے طور پر تمغۂ حسن کارکردگی سے بھی نوازا ہے ۔

سوال نمبر ۱ ۔ میر صاحب آپ شاہ ہمدان انٹرنیشنل ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری ہیں ۔ اس ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد اور اب تک کی کارکردگی کے بارے میں کچھ بتائیے ۔

جواب ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ شاہ ہمدان انٹرنیشنل اسلامک ایسوسی ایشن کا قیام ۲ مئی ۱۹۸۶ء کو راولپنڈی میں عمل میں لایا گیا اس ابتدائی میٹنگ میں خواجہ غلام دین وانی سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر، ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی، میر عبدالعزیز اور شاہ غلام نبی شامل تھے ۔ اس سے قبل ہمدانیہ سادات کونسل کے اہتمام سے شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے بارے میں ایک بین الاقوامی شاہ ہمدان کانفرنس ۱۹۸۵ء میں راولپنڈی میں منعقد ہوئی تھی، جو نہایت کامیاب رہی ۔ اگرچہ اس انجمن کے صدر بھی آغا حسین ہمدانی اور جنرل سکریٹری میر عبدالعزیز تھے لیکن بہتر یہ سمجھا گیا کہ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے بارے میں تنظیم کو صرف سادات تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس سے ساری امت کو وابستہ کیا جائے ۔ چنانچہ ۲ مئی ۱۹۸۶ء کو ایک مختصر اجلاس میں شاہ ہمدان انٹرنیشنل اسلامک ایسوسی ایشن کے نام سے انجمن کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ جس کے اغراض و مقاصد درج ذیل قرار پائے

۱ ۔ اسلام کی اشاعت کے لئے کام کرنا ۔ قرآن و سنت پر مبنی معاشرہ کے قیام کی کوشش

۲ ۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی حیات مقدسہ کے بارے میں ان کی تصنیفات اور مشن کے بارے میں ریسرچ

۳ ۔ روزمرہ کی زندگی میں اسلامی اصولوں کا قائم رکھنا اور دنیا کے مسلمانوں کے اتحاد کی کوشش ۔

۴ ۔ حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی تصنیفات کے متن اور ترجموں کی نشرواشاعت مختلف زبانوں میں

۵ ۔ حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی مستقل سوانح حیات کی ترتیب ۔

۶ ۔ جس طرح حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور ان کے مریدین نے کشمیر اور بلتستان میں خانقاہیں قائم کیں، اس طرح کے اسلامی مراکز کا قیام ۔

اس سلسلے میں اب تک شاہ ہمدان ایسوسی ایشن کی کوششوں سے آزاد کشمیر میں ایک پاکستان میں ایک اور تاجکستان میں ایک انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس منعقد ہوئی ہے ۔ مظفر آباد میں منعقد ہونے والی شاہ ہمدان کانفرنس کا افتتاح اس وقت کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کیا ۔ جب کہ ۱۹۹۲ء میں پاکستان میں ہونے والی کانفرنس کا افتتاح بھوربن مری میں وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے کیا ۔ دوشنبہ تاجکستان میں منعقد ہونے والی کانفرنس کا افتتاح صدر تاجکستان جناب امام علی رحمانوف نے کیا ۔ تینوں کانفرنسوں میں بین الاقوامی وفود نے شرکت کی ۔ اور حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے بارے میں مقالے بھی پڑھے ۔ ۱۹۸۰ء میں مظفر آباد میں پڑھے جانے والے انگریزی مقالات کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں ۔ اور دوسری دو کانفرنسوں میں پڑھے جانے والے مقالات بھی اخبارات اور رسائل میں آتے رہے ہیں ۔ ان کانفرنسوں کی نشرو اشاعت ٹی ۔ وی اور ریڈیو پر ہوتی رہی ۔

پاکستان میں شاہ ہمدان کے نام پر کئی تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔ اور بعض جو پہلے ہی قائم تھے ان کے ساتھ رابطہ کیا گیا۔ قومی سطح پر راولپنڈی، سکردو، خپلو اور مظفر آباد میں شاہ ہمدان کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

سوال نمبر ۲۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی اور سلسلہ کبرویہ، سہروردیہ، ہمدانیہ، اور نوربخشیہ کے صوفیا، جن میں میر سید محمد نوربخش کا نام بھی شامل ہے، کے ہاں اتحاد بین المسلمین اور مذہبی رواداری کا جو عنصر ملتا ہے اس کے بارے میں

آپ کچھ بتانا پسند فرمائیں گے؟

جواب۔ حضرت سید محمد نوربخش میرے علم کے مطابق حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کے بھانجے تھے۔ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی وفات کے بعد ان کے داماد خواجہ اسحاق ختلانی اور سید محمد نوربخش نے ان کے مشن کو آگے چلایا۔ اور وہ مشن تھا دین اسلام کی تبلیغ، مسلمانوں میں فرقہ بندی کا خاتمہ، اور اتحاد بین المسلمین کی کوشش، اس کام کو حضرت سید محمد نوربخش نے جاری رکھا۔ ساری دنیا کے مسلمان ایک اللہ ایک رسول اور ایک قرآن مجید کو ماننے والے ہیں۔ ان کے مابین اصولوں پر اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے حضرت محمد نوربخش جن کو اہل بلتستان شاہ سید کہتے ہیں، کی کتاب فقہ الاحوط پڑھی ہے اس میں مسلمانوں کے لئے اتحاد اور اتفاق کا پیغام ہے۔

سوال نمبر ۳۔ تحریک آزادی کشمیر کے ضمن میں شاہ ہمدان کی شخصیت اور تعلیمات کا پرچار کیا کردار ادا کر سکتا ہے؟

جواب۔ جہاں تک تحریک آزادی کشمیر کا تعلق ہے اس کی اساس حضرت شاہ ہمدان نے اس وقت ڈالی جب وہ کشمیر تشریف لائے اور کشمیریوں کی کثیر تعداد کو دین اسلام سے مشرف کیا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کا قول ہے کہ برعظیم جنوبی ایشیا میں پاکستان اس وقت بنا تھا جب ایک ہزار سال قبل پہلا ہندوستانی مسلمان ہو گیا تھا۔ اسی طرح سے اب جو لوگ کشمیر کو آزاد کرنے یا اس کو پاکستان بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم ہے کہ کشمیر پر مسلمانوں کا دعویٰ تب سے ہے جب سے اس کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ ۱۹۸۷ء میں ہم نے مقبوضہ کشمیر کے ۳۸ دانشوروں اور سکالروں کو مظفر آباد میں ہونے والی کانفرنس کے لئے دعوت نامے ارسال کئے۔ ان کا چرچا مقبوضہ کشمیر کے اخباروں میں ہوا تو بھارتی حکومت گھبرا گئی۔ راجیو گاندھی نے رپورٹ مانگی تو اس کو یہ رپورٹ دی گئی کہ شاہ ہمدان وہ تھے جنہوں نے کشمیر میں اسلام پھیلایا۔ اس پر راجیو گاندھی کا ریمارک یہ تھا کہ اچھا یہ وہی صاحب تھے جنہوں نے سات سو سال قبل کشمیر کو پاکستان بنایا تھا۔ گویا تحریک آزادی اور شاہ ہمدان کا گہرا تعلق ہے۔ آپ جاوید نامہ میں وہ گفتگو پڑھیں جو علامہ اقبال نے عالم خیال میں سید علی ہمدانی کے ساتھ کی ہے۔

تو آپ محسوس کریں گے کہ موجودہ تحریک آزادی بھی شاہ ہمدان کی تعلیمات کا تسلسل ہے۔

گزشتہ سال جب ہم شاہ ہمدان کانفرنس کے سلسلے میں تاجکستان گئے تو وہاں بھی کشمیر کا ذکر پروجیکٹ ہوا۔ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس کانفرنس کے لئے جو پیغام بھیجا تھا اور جو راجہ ممتاز حسین راٹھور نے پڑھ کر سنایا اس میں کشمیر کی تحریک آزادی کا پورا ذکر تھا

عالم خیال میں اقبال اور شاہ ہمدان کی گفتگو جو جاوید نامہ میں موجود ہے اس میں شاہ ہمدان کی زبان سے آخری شعر جو ادا کیا گیا ہے وہ یوں ہے۔

گفتند جہان ما آیا بتو مے سازد
گفتم کہ نمے سازد گفتند کہ برہم زن

انہوں نے (اللہ تعالیٰ نے) مجھ سے پوچھا کہ ہم نے جو دنیا بنائی ہے وہ تمہاری مرضی کے مطابق ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس کا تختہ الٹ دو۔

اس شعر کو جو علامہ اقبال نے موجودہ صدی کی تیسری دہائی میں لکھا ہے۔ کشمیر کے موجودہ حالات پر منطبق کریں تو صاف ظاہر ہے کہ لکھنے والا کشمیریوں کو بغاوت کی تعلیم دے رہا ہے جو کہ اس وقت کشمیر میں بھارتی سامراج کے خلاف زور و شور سے جاری ہے۔

سوال نمبر ۴ ۔ آپ نے نوائے صوفیہ پر کئی قیمتی تبصرے لکھے ہیں ۔ کیا اس رسالے کی افادیت کے بارے میں آپ مزید کچھ بتانا پسند فرمائیں گے ؟ آپ کے خیال میں اس رسالے کو مزید مفید بنانے کے سلسلے میں اور کیا اقدامات کئے جانے چاہئیں ؟

جواب ۔ نوائے صوفیہ ایک مفید رسالہ ہے ۔ ظاہری اور معنوی لحاظ سے رو بہ ترقی ہے ۔ مجھے تو ذاتی طور پر علم ہے کہ رسالہ باقاعدہ جاری رکھنا کس قدر دشوار کام ہے ۔ اس کو جاری رکھنے کے لئے عزم و ہمت کی ضرورت ہے ۔ اور مجھے یقین ہے کہ عزم و ہمت آپ لوگوں کے دلوں کے اندر موجود ہے ۔ اس رسالے کی مزید کامیابی کا دل سے خواہاں ہوں ۔

سوال نمبر ۵ ۔ آپ کی زندگی ماشاء اللہ علم و ادب ، صحافت ، تحریک آزادی اور بزرگان دین کی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرانے میں صرف ہوئی ہے ۔ کیا آپ قارئین نوائے صوفیہ کو اپنی گزشتہ زندگی ، کارناموں اور موجودہ مشاغل کے بارے میں بتانا پسند فرمائیں گے ؟

جواب ۔ کارنامہ تو میں نے کوئی انجام نہیں دیا ۔ کیونکہ من آنم کہ من دانم ۔ میری موجودہ مصروفیات یہ ہیں ۔

۱ ۔ انگریزی ہفت روزہ ٹائمز آف کشمیر کا ناشر اور مدیر ہوں

۲ ۔ اردو ہفت روزہ انصاف راولپنڈی \ مظفر آباد کا ناشر اور مدیر ہوں ۔

۳ ۔ پاکستان کے بیشتر انگریزی روزناموں اور جرائد میں مسلسل لکھتا رہتا ہوں

۴ ۔ ریڈیو پاکستان ۔ ریڈیو آزاد کشمیر پر تبصرے نشر کرتا ہوں ۔

۵ ۔ شاہ ہمدان ایسوسی ایشن ، اور کشمیر لٹریری اینڈ کلچرل سنٹر کا جنرل سکریٹری ہوں ۔

۶ ۔ کشمیر اخبار نویسوں کی کونسل کا صدر ہوں اور فی الوقت کنونیئر ہوں ۔

۷ ۔ پاکستان کے اخبارات کی تنظیم APNS کا ممبر اور کونسل آف پاکستان ایڈیٹرز کی ایگزیکٹو کا منتخب رکن ہوں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

سوال نمبر ۶ ۔ اپنی طویل صحافتی اور سیاسی زندگی میں آپ کو کونسا سب سے قیمتی سبق حاصل ہوا ؟ نیز اپنے تجربات کی روشنی میں نئی نسل اور بالخصوص قارئین نوائے صوفیہ کو کوئی خوبصورت پیغام دیجئے ۔

جواب ۔ اپنی طویل صحافتی ، سیاسی اور نجی زندگی میں سب سے قیمتی سبق یہی ملا ہے جو اقبال نے ایک شعر میں قلمبند کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ ساری نوع انسانی کی فلاح و بہبود کا راز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ہے ۔ قرآن مجید نوع انسانی کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا آخری پیغام ہے اور اسی کی پیروی میں انسان کی ذاتی ، مجلسی ، اقتصادی ، سیاسی اور ہر طرح کی زندگی کے لئے رہنما اصول موجود ہیں ۔

نئی نسل اور نوائے صوفیہ کے قارئین کے لئے یہی پیغام ہے کہ ۔

تو اپنی سرنوشت خود اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامہ حق نے تری جبیں

احقر العباد میر عبدالعزیز
پی ۔ ۹۲۹ بی راولپنڈی

بقیہ تفکر و تذکر

فضل و کرم سے آج بھی روز اول کی طرح پختہ ہے اور جسے آپ سب کے اخلاقی تعاون اور حوصلہ افزائی نے دوچند کر دیا ہے ۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ معاشی دشواریوں کے باعث آج ہم پھر ایک دوراہے پر کھڑے ہیں ۔ اس اجمال کی تفصیل کسی اور مقام پر درج کی جائے گی ۔ لیکن اتنی بات وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ احیائے تصوف و دین اور اتحاد عالم اسلام کی یہ تحریک بند ہوئی تو ہماری ملت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو ۔

مرکزی خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ خپلو

حاجی محمد سلیم

اقبالؒ نے اپنی شہرہ آفاق نظم مسجد قرطبہ میں کہا تھا۔

ظاہر و باطن فنا ، اول و آخر فنا
نقش کہن ہو کہ نو منزل آخر فنا

ہے مگر اس نقش کو رنگ ثبات دوام
جس کو کیا ہو کسی مرد خدا نے تمام

علاقہ بلتستان ایک دور افتادہ علاقہ ہونے کے باوجود عظیم صوفیائے کرام کی توجہ اور نگاہ التفات کا مرکز رہا ہے۔ اقبالؒ کے عظیم ممدوح شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ اور ان کے جانشین شاہ سید محمد نوربخشؒ نے اس علاقہ کو اسلام کے نور سے منور فرمایا۔ ان بزرگوں کے آثار میں کئی عظیم الشان خانقاہیں آج بھی موجود ہیں جو سیل زمانہ کے تھپیڑوں سے بے نیاز آج بھی اپنے معماروں کی عظمت کا اعلان ان الفاظ میں کر رہی ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین ، کار کشا ، کارساز

ان عظیم الشان عمارتوں میں سے خانقاہ چقچن تعمیر کردہ شاہ ہمدانؒ کا مختصر تعارف میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے قبل ازیں کرا چکا ہوں۔ اس شمارے میں مرکزی خانقاہ معلیٰ خپلو کے بارے میں معلومات نذر قارئین کی جاتی ہیں جو اس دور افتادہ اور پس ماندہ علاقے میں بلاشبہ فن تعمیر کا محیر العقول اور لافانی شاہکار ہے۔

مرکزی خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ ضلع گانچھے کے ہیڈ کوارٹر خپلو کے بالائی حصہ یعنی خپلو بالا کے وسط میں واقع ہے جو وسعت اور سطوت کے لحاظ سے لاثانی ہے۔ اس کے پرشکوہ ستون نہ صرف نوربخشی مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی یاد تازہ کرتے ہیں بلکہ موجودہ نسل کو بھی ایثار و قربانی اور افتخار و سربلندی کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس کے اعتکاف خانے دور جدید کے گم کردہ راہ انسانوں کو جھنجھوڑ رہے ہیں کہ تمہارے اسلاف ان اعتکاف خانوں میں فکر و ریاضت میں محو رہتے تھے تم بھی اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ اس عظیم الشان خانقاہ کی مناسبت سے اس محلے کا نام بھی خانقاہ محلہ پڑ گیا ہے جہاں یہ خانقاہ موجود ہے۔ خپلو کے بیچوں بیچ نالہ گانچھے گزرتا ہے جس کی مناسبت سے اس ضلع کا نام بھی گانچھے رکھا گیا ہے۔ یہ برساتی نالہ خپلو کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے مشرقی حصہ خپلو بالا اور مغربی حصہ خپلو پائین کہلاتا ہے۔ دونوں حصوں کی مجموعی آبادی بیس ہزار نفوس سے متجاوز ہے۔

خانقاہ معلیٰ کا سنگ بنیاد

خانقاہ معلیٰ کا سنگ بنیاد سلسلہ نوربخشیہ کے روحانی پیشوا حضرت میر مختار اخیارؒ نے ۱۱۲۳ھ میں اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔ روایت ہے کہ خانقاہ کی بنیاد رکھنے سے پہلے حضرت میرؒ نے رات کو پورے خپلو کا چکر لگایا تاکہ موزوں جگہ کا انتخاب کر سکیں۔ گو کہ موجودہ خانقاہ کی جگہ نشیب میں واقع ہے مگر آپ کو اسی جگہ خانقاہ کی تعمیر کے لئے غیبی اشارہ ملا تھا چنانچہ آپ نے اس مرکزی مقام کو منتخب فرمایا۔

وجہ تسمیہ

لغت کی رو سے خانقاہ کا معنی ہے درویشوں اور مشائخ کے رہنے کی جگہ۔ لیکن تصوف کی اصطلاح میں خانقاہ سے مراد وہ مقدس جگہ ہے جہاں بیک وقت جمعہ، جماعت کے لئے مسجد، تعلیم و تربیت کے لئے درس گاہ روحانی تربیت کے لئے اعتکاف خانے اور وضو و طہارت کے لئے وضو \ غسل خانے موجود ہوں۔ اس کے علاوہ اس (خانقاہ) میں کسی بزرگ کے قدم مبارک بھی

پڑ گئے ہوں۔

خانقاہ اور جامع مسجد میں امتیاز

خانقاہ اور جامع مسجد دونوں مذہبی عبادات کے لئے قائم کئے جاتے ہیں۔ جہاں نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز جمعہ کی بھی ادائیگی ہوتی ہو اسے جامع مسجد کہتے ہیں۔ جبکہ خانقاہ کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس میں نماز اور جمعہ کی ادائیگی کے علاوہ اعتکاف کے اہتمام کے لئے اعتکاف خانے بھی بنے ہوتے ہیں۔ ان اعتکاف خانوں میں اللہ کے نیک بندے اور تصوف کے متوالے اعتکاف نشین ہو کر ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ اعتکاف کم از کم چوبیس گھنٹے کا اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن کا ہوتا ہے۔ بلتستان میں میر مختار اخیار اور میر یحییٰ کے زمانے میں بنی ہوئی خانقاہوں میں چلہ خانے اور اعتکاف خانے موجود ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس زمانے میں لوگ اللہ سے لو لگانے اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہتے تھے۔

فن تعمیر

خانقاہ معلیٰ خپلو کی تعمیر میں کشمیری اور ایرانی فن تعمیر یک جا نظر آتے ہیں۔ چوب کاری، نقش نگاری، پچی کاری اور پنجرے انتہائی خوبصورت انداز سے بنائے گئے ہیں۔ پنجرے کئی قسموں کے ہیں۔ یہ اتنے مضبوط ہیں کہ آج کئی صدیاں گزرنے کے باوجود ان میں کوئی فرق نہیں آیا۔ دیواروں میں پتھر کی جگہ لکڑی کے بلاک استعمال کئے گئے ہیں۔ مقامی بلتی زبان میں ان بلاکوں کو تھقفل کہتے ہیں جو دیوار کی مضبوطی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ خانقاہ معلیٰ میں کی گئی چوب کاری، اور اندرونی چھت پر بنائے گئے ختم بان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی تعمیر میں جن کاریگروں نے حصہ لیا وہ کشمیر اور ایران سے آئے تھے۔

منفرد حیثیت

مرکزی خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ خپلو کو بلتستان کی تمام خانقاہوں میں منفرد حیثیت حاصل ہے۔ یہ شمالی علاقہ جات کی سب سے بڑی خانقاہ سمجھی جاتی ہے۔ آئینہ وردستان کے مصنف کے مطابق یہ خانقاہ ایشیا کی سب سے بڑی لکڑی کی بنی ہوئی خانقاہ ہے۔ راقم نے اس خانقاہ کے در و دیوار کے طول و عرض کی جو پیمائش کی ہے وہ درج ذیل ہے۔

خانقاہ معلیٰ کی پیمائش

بیرونی طول شرقاً غرباً۔ ۶۹فٹ ۱۶ انچ

بیرونی عرض شمالاً جنوباً۔ ۸۲فٹ ۱۵ انچ

اونچائی۔ ۲۲فٹ

اندرونی طول ۹۳فٹ ۱انچ

اندرونی عرض ۷۱فٹ ۱انچ

اونچائی ۲۰فٹ

برآمدے کی پیمائش

طول شمالاً جنوباً ۲۸فٹ ۱۶انچ

عرض شرقاً غرباً ۱۴فٹ ۸انچ

صحن

طول ۹۹فٹ ۱۶انچ

عرض ۲۷فٹ ۱۴انچ

دروازے

خانقاہ معلیٰ کے تین دروازے ہیں۔ درمیانی دروازہ بڑا ہے جبکہ دوسرے دو دروازے قدرے چھوٹے ہیں۔ صدر دروازے کی پیمائش درج ذیل ہے۔

بیرونی اونچائی ۹فٹ

اندرونی اونچائی ۷فٹ ۲انچ

بیرونی چوڑائی ۶فٹ ۱۰انچ

اندرونی چوڑائی ۴فٹ ۲انچ

درمیانی دروازے کے بالائی حصے پر حسب ذیل تحریر نمایاں طور پر کندہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مکتوب علی باب الجنۃ قبل ان یخلق السموات والارض بالف عام
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

اس کے علاوہ حضرت علیؑ اور اہل بیت اطہار کی شان

میں اشعار درج ہیں ۔ جس سے اس حقیقت کا برملا اظہار مقصود ہے کہ یہی پاک ہستیاں ہی وجہ وجود کائنات ہیں اور علیؑ کی ذات اقدس ہی منبع ولایت ہے اور شہر علم کا دروازہ ہے ۔

کھڑکیاں

خانقاہ معلیٰ میں مغربی سمت میں محراب کے دائیں اور بائیں دو بڑی کھڑکیاں ہیں جن کی اونچائی ۶ فٹ اور چوڑائی ۵ فٹ ہے ۔ ہر کھڑکی میں تیس شیشے لگے ہوئے ہیں ۔

روشن دان

خانقاہ معلیٰ میں چھ روشن دان ہیں جن میں شیشے کی جگہ لکڑی کے پنجرے بنے ہوئے ہیں ۔ یہ پنجرے اتنی خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں کہ آج کے کاریگر انگشت بدندان رہ جاتے ہیں ۔

محراب

محراب کی اونچائی ۹ فٹ ۱۰ انچ اور چوڑائی ۴ فٹ ۱۳ انچ ہے محراب کے نقش ونگار انتہائی دیدہ زیب ہیں ۔ محراب کے بائیں طرف اور منبر کے اوپر یا اللہ یا محمد اور یا علی کے الفاظ کندہ ہیں جس کے چاروں طرف سلسلہ ذہب کے مشائخ کے نام تحریر ہیں جس کا سلسلہ حضور خاتم النبیین سے شروع ہو کر میر مختار اخیار پر ختم ہوتا ہے ۔

اعتکاف خانے

خانقاہ معلیٰ میں بارہ اعتکاف خانے ہیں ، جن میں سے سات شمال میں اور پانچ جنوبی جانب واقع ہیں ۔ ان کے دروازے اندر کی طرف کھلتے ہیں ۔ ہر اعتکاف خانے کی بلندی ۵ فٹ ۲ انچ اور چوڑائی ۵ فٹ ۵ انچ ہے ۔ اس کے علاوہ خانقاہ کے اندر ایک چھوٹی سی مسجد بھی بنی ہوئی ہے ، جس کی لمبائی ۱۰ فٹ ۵ انچ اور چوڑائی ۹ فٹ ہے اس مسجد کو مقامی زبان میں فیق کھوڑو کہتے ہیں اور محلے کے لوگ سرمائی ایام میں یہاں نماز پڑھتے ہیں ۔

حاجی کھوڑو

خانقاہ کے اندر شمالی اور جنوبی چلہ خانے کے اوپر جو چھت لگی ہوئی ہے اسے مقامی زبان میں حاجی کھوڑو کہتے ہیں جہاں محرم کے ایام اور دیگر مذہبی اجتماعات کے موقع پر خواتین بیٹھتی ہیں ۔ چھت پر خوبصورت پنجرے بنے ہوئے ہیں ، جو خواتین کے لئے پردے کا کام دیتے ہیں ۔ اس کے علاوہ جمعۃ المبارک اور عیدین کے موقع پر جگہ کی تنگی کی بنا پر نمازی حاجی کھوڑو میں نماز پڑھتے ہیں ۔

ستون

خانقاہ معلیٰ کے اندر چھ بڑے اور ۱۳ درمیانے اور ۱۹ چھوٹے ستون ایستادہ ہیں جن کے حجم حسب ذیل ہیں ۔

بڑا ستون

اونچائی ۔ ۱۹ فٹ

موٹائی ۔ ۶ فٹ ۱۳ انچ

درمیانہ ستون

اونچائی ۱۹ فٹ

موٹائی ۔ ۳ فٹ ۱۳ انچ

چھوٹا ستون

اونچائی ۱۸ فٹ

موٹائی ۲ فٹ ۱۳ انچ

خانقاہ معلیٰ کے اندر ایستادہ دیو ہیکل ستونوں کو دیکھ کر ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اتنے بڑے ستون کہاں سے لائے گئے اور کیسے ان کو کھڑا کیا گیا ۔ آج کے دور میں یہ بات ہرگز تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ ان دیو ہیکل ستونوں کو ناتواں انسانی ہاتھوں نے کھڑا کیا ہوگا ۔ اس بارے میں مختلف روایات مشہور ہیں ۔ کہتے ہیں کہ سب سے بڑا ستون موضع فربوچنگ کے ایک متقی شخص نے وقف کیا تھا ۔ یہ گاؤں خانقاہ سے ۵ کلومیٹر دور اونچائی پر واقع ہے ۔ اتنی دور سے ستون کو لانا لوگوں کے بس کی بات نہ تھی ۔ قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ نالہ گانچھے کا پانی جم گیا اور اس ستون کو جمی ہوئی برف پر لڑھکا دیا گیا جو آسانی سے نیچے سرک آیا ۔ جب ستونوں کو کھڑا کرنے کا مرحلہ آیا تو لوگوں کی عقل قطعی طور پر جواب دے گئی ۔ سب پریشان تھے کہ اچانک جنات کا ایک گروہ نمودار ہوا اور آناً فاناً ان ستونوں کو کھڑا کر دیا ۔ دوسری روایت کے مطابق لوگ جب ستونوں کو کھڑا کرنے سے قاصر رہے تو سماع کیا گیا جس سے حاضرین پر وجد طاری ہوئی ۔ وجد کے جوش وخروش میں ستونوں کو کھڑا کیا گیا ۔ جب کہ تیسری روایت جو وثوق سے بیان کی جاتی ہے یہ ہے کہ ان بڑے بڑے ستونوں کو اللہ کے نیک بندوں اور تصوف کے متوالوں نے اپنی روحانی قوت اور کمالات سے کھڑا کیا

۱۹۷۴ء میں ایک فرانسیسی سیاح مسٹر میٹیو سیاحت کے سلسلے میں خپلو پہنچے ۔ وہ خانقاہ کے اندر ایستادہ پرشکوہ ستونوں کو دیکھ کر نہ صرف ششدر رہ گئے بلکہ ان پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی ۔ انہوں نے ستون کے نیچے دوزانو ہو کر دعا مانگی اور کہا کہ اگر میں اگر میں اہل دنیا کو ان ستونوں کے بارے میں بتا پاؤں تو لاکھوں افراد ان کی زیارت کو پہنچ جائیں گے ۔ مگر افسوس ہے کہ مذکورہ سیاح نے نیشنل جیوگرافک نامی میگزین میں خپلو کے بارے میں جو تاثرات لکھے ہیں اس میں خانقاہ معلیٰ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

مذہبی عبادات

خانقاہ معلیٰ خپلو میں مذہبی اجتماعات ، جمعۃ المبارک اور عیدین کی نمازوں کی ادائگی کے علاوہ محرم کی مجالس بھی منعقد ہوتی ہیں ۔ ان موقعوں پر علاقے کے تمام نوربخشی افراد شرکت کرتے ہیں ۔ خانقاہ معلیٰ میں تقریباً اڑھائی ہزار نمازیوں کے لئے گنجائش موجود ہے لیکن بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر خانقاہ کی توسیع ناگزیر ہے جس کے لئے ایک خطیر رقم درکار ہے ۔

میرواعظ

جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے کہ خانقاہ معلیٰ کی تعمیر ۱۱۲۳ میں ہوئی اور چھ سال کی مدت میں مکمل ہوئی ۔ ابتدا میں میر مختار کے فرزند میر یحییٰ میرواعظ مقرر ہوئے ۔ وہ ۱۱۵۴ تک رشد و ہدایت فرماتے رہے ۔ ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد یہ فرائض سرانجام دیتی رہی ۔ ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۸ء کے درمیان میر مختار کی اولاد میں کوئی قابل ذکر شخصیت موجود نہ تھی جو اس اہم ذمہ داری کو سنبھال سکتی ۔ اس دوران مولوی محمد ابراہیم کو جو وقت کے جید عالم تھے میرواعظ مقرر کیا گیا ۔ لیکن حاسدوں نے ان کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور ان سے اختلاف کرتے رہے جس کے باعث خانقاہ میں نماز جمعہ کی دو الگ الگ جماعتیں قائم ہوتی رہیں ، چنانچہ بلتستان کے روساء نے متحد ہو کر کریس سے سید مختار حسین کو میرواعظ کے طور پر بلایا جو کہ انہوں نے قبول کر لی ۔ میر صاحب مرحوم سید عون علی پیر نوربخشیہ کے والد گرامی تھے ۔ میر مختار کی وفات کے بعد میرواعظ کے فرائض ان کے بڑے بیٹے سید بشارت مرحوم نے سنبھال لی ۔ سید بشارت کی وفات کے بعد مرحوم سید عون علی پیر نوربخشیہ میرواعظ بنے ۔ آپ کی وفات کے بعد یہ منصب اب آپ کے برادر خورد سید حمایت علی صاحب کے پاس ہے ۔

تعلیم و تربیت

مقامی بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے لئے خانقاہ معلیٰ کی آمدنی سے ایک دارالعلوم چل رہا ہے ، جس میں اسی زائد طلباء و طالبات دینی تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں ۔

ذرائع آمدنی

ہر جمعۃ المبارک کے موقع پر لوگ اپنے عطیہ جات اور نذر و نیاز بصورت نقد و جنس خانقاہ معلیٰ کے لئے دیتے ہیں ۔ ۱۹۷۱ سے ۱۹۹۶ء تک اس مد میں کل ۵۷۱۷۷۸ روپے جمع ہوئے تھے ۔ جب کہ اسی دوران خانقاہ کی مرمت اور دارالعلوم ۳۶۵۸۰۲ روپے خرچ ہوئے ۔

انتظامیہ

خانقاہ معلیٰ کے انتظام و انصرام بالعموم خپلو کے عوام کی اور بالخصوص اہل محلہ کے اوپر عائد ہوتی ہے ۔ اخوند عبدالسلام صاحب پیش امام محلہ خانقاہ اور منشی احمد علی صاحب سرکردہ خانقاہ معلیٰ کے جملہ امور کی نگرانی احسن طریقے سے انجام دے رہے ہیں ۔ حال ہی میں خانقاہ معلیٰ کے انتظامی معاملات کو سنبھالنے کے لئے ایک چودہ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے ۔

یادرفتگاں

بواسید پامرحوم

جی - ایچ - معروفی





بلتستان کا تاریخی شہر تھگس جو اب مشہ بروم سب ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر ہے ماضی میں اہل تصوف کا آماجگاہ رہا ہے۔ اس شہر کے بالائی حصہ میں جہاں خانقاہ معلٰی کی عمارت موجود ہے بزرگان دین کے روضہ جات بھی بکثرت ہیں۔ خانقاہ سے ملحقہ آبادی کو خانقاہ گرونگ کہتے ہیں۔ معروف صوفی بزرگ سید محمد عرف بواسید پا اسی محلے میں پیدا ہوئے۔ سید مرحوم جو ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے دنیائے تصوف وعرفان کی ایک ممتاز شخصیت تھے۔ آپ نے مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ غورسے سے مشہور صوفی بزرگ شاہ عباس عرف بوانو لو سے تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ تھگس کے میر واعظ بنے اور ساتھ ہی اپنے دولت خانے میں علوم دینی کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے حلقہ تدریس سے فیض پانے والے بہت سے شاگرد اس وقت علاقے کے مختلف مراکز میں دینی خدمات سر انجام دینے میں مصروف ہیں۔

بواسید پامرحوم علم وعرفان میں درجہ کمال پر فائز تھے۔ آپ نہایت منکسر المزاج اور سادگی کے خوگر تھے۔ سب احباب کو علمی، ادبی اور معاشرتی مسائل کے بارے میں مفید مشورے دیا کرتے تھے۔ لوگ اپنی حاجت براری کے لئے آپ سے التماس دعا کرنے آتے اور آپ سے مل کر خوشی محسوس کرتے تھے۔ بوا سید مرحوم کا شجرہ نسب ساتویں پشت میں حضرت میر عارف سے ملتا ہے۔ سید محمد مرحوم پرہیزگار اصول پسند، بے باک اور حق گو تھے۔ وہ مصلحت پسندی اور مفاد پرستی کو دین کے لئے زہر قاتل تصور کرتے تھے۔ راقم کو سید موصوف کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ ۱۹۶۸ء میں میرے والد صاحب مرحوم نے مجھے اور میرے بھائی نجم الدین صوفی کو بغرض تعلیم وتربیت آپ کے سپرد کیا اور ہم تقریباً چار سال تک آپ کے زیر سایہ رہے۔ آپ کی شفقت ومحبت اور خلوص کی یاد اس عاصی کے دل میں آج تک تازہ ہے۔ سید صاحب مرحوم کے صوفیہ نوربخشیہ پر بے شمار احسانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ غریق رحمت رکھے۔ آمین۔

جن مستقل خریداروں کے ذمہ ماہنامہ نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ واجب الادا ہے۔ وہ مبلغ ایک (۱۴۴) روپے اپنی اولین فرصت میں ارسال فرمائیں۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ سائلین حضرات کو بخوبی علم ہونا چاہئے کہ غیر مفید سوالات کے جوابات شائع نہیں کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح سے ایسے سوالات کے جوابات بھی شائع نہیں کئے جائیں گے جن سے کسی دوسرے کی دل آزاری ہوتی ہو۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر۱۔ گونگے بہرے کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟

سوال نمبر۲۔ کیا جمعہ کی نماز انفرادی طور پر بھی پڑھی جا سکتی ہے؟

سوال نمبر۳۔ کیا تارک جماعت شخص نماز جمعہ کی امامت کا اہل ہے؟

سوال نمبر۴۔ کیا نماز جماعت کی اہمیت پر سردی یا گرمی اثرانداز ہو سکتی ہے؟

سائل اصغر علی مدرس غزہ جھنگ

سوال نمبر۵۔ کیا تسبیحات اوقات خمسہ فرض نمازوں کی ادائیگی سے پہلے بھی پڑھی جا سکتی ہیں؟

سوال نمبر۶۔ واجب غسل کے بدلے میں تیمم کرنے کے بعد اگر آدمی پھر بے وضو ہو جائے جبکہ پانی دستیاب نہیں تو کیا اس دفعہ وہ وضو کے بدلے میں تیمم کرے گا یا غسل کے بدلے میں؟

سوال نمبر۷۔ موذن نے عصر کی اذان دی جبکہ وہ ظہر کی ادائیگی سے بھی ابھی سبکدوش نہیں ہوا ہو تو وہ ایک ہی اذان سے اپنی ظہر کی نماز کے بعد عصر کی نماز کے لئے اقامت پڑھ سکتا ہے؟

سوال نمبر۸۔ ولد زنا کو قتل کر دینا کیسا ہے؟

سوال نمبر۹۔ کیا ولد زنا ارث کا حق دار ہو گا؟

سوال نمبر۱۰۔ کسی بدبودار ناپاک چیز کے لگ جانے پر کپڑے کو بالکل صاف و شفاف ہونے تک دھویا جائے تاہم رنگ و بو باقی رہے تو کیا ہو گا؟

سائل صوبیدار ایم غائب بونجی

جواب نمبر۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ گونگا بہرہ اگر مسلمان ہو سمجھ بوجھ کا حامل ہو تو اس کا ذبیحہ کھانا شرعاً درست ہے یعنی اس کے ذبیحے کا کھانا شرعاً حلال ہے۔ اگر دوسرا صحیح فرد موجود ہو تو صحیح فرد جانور ذبح کرے۔ اس کے باوجود اگر کوئی گونگا جانور کو خود ذبح کرنے پر اصرار کرے اور وہ دوسرے کو ذبح کرنے نہ دے تب بھی اس کا ذبیحہ حلال ہو گا۔ کیونکہ مسلمان گونگا اشارے سے نماز بھی پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ لہذا مسلمان گونگے کے ذبیحے کے بارے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

جواب نمبر۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نماز جمعہ کی ادائیگی اجتماعی شکل میں کی جاتی ہے لہذا اگر کسی کو جمعہ کی نماز نہ ملے تو وہ ظہر کی نماز پڑھ لے۔ اس کے لئے انفرادی طور پر جمعہ کی ادائیگی شرعاً درست نہیں۔

جواب نمبر۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر کوئی شخص بلا کسی عذر شرعی کے سو فیصد اوقات خمسہ کا تارک جماعت چلا آتا ہو تو یہ بھی امامت کی ادائی سے ادنیٰ شرط کا بھی فقدان ہے لہذا کسی دوسرے اہل کی موجودگی میں وہ امامت جمعہ کا اہل نہیں ٹھہر سکے گا۔ اگر کسی جگہ ایسا شخص موجود ہو اور نہایت بااثر ہونے کی وجہ سے کوئی اس سے اس بارے میں بازپرس نہ کر سکتا ہو اور وہ جامع مسجد پر مستقبولی سے قابض چلا آتا ہو اور جمعہ کی نماز خود پڑھاتا ہو کسی دوسرے کو موقع نہ دیتا ہو تو ماموم حضرات اس کی قراءت پر اکتفاء نہ کریں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ قراءت پڑھتے جائیں۔ مزید تفصیل کے لئے فقہ احناف کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نماز جماعت کی اہمیت پر وقت اور موسم میں یکساں ہے۔ سردی اور گرمی کی وجہ سے اس

کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ہاں موسم کی حالت کے مدنظر اوقات جماعت میں قدرے تقدیم یا تاخیر کی گنجائش شرعاً موجود ہے۔

امید ہے محترم اصغر علی صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہو جائیں گے۔

جواب نمبر۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ تسبیحات اوقات خمسہ کا ورد کرنا فرائض میں شامل نہیں ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص فرض نماز سے پہلے اس وقت کی تسبیح کا ورد کرے تو شرعاً اس میں کوئی کلام نہیں لیکن وقتی نمازوں سے فراغت پانے کے بعد تسبیح کا ورد کرنا ماثور طریقہ چلا آتا ہے۔ لہذا بعد میں پڑھنا بہتر شکل ہے۔

جواب نمبر۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ واجب غسل کے بدلے میں تیمم کر کے نماز پڑھی گئی ہو پھر آدمی بے وضو ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ طہارت کبریٰ کے ٹوٹ جانے کا سبب کیا ہے۔اگر سبب حدث اکبر ہو تو پانی نہ ملنے کی وجہ سے وہ دوبارہ پھر غسل کے بدلے میں تیمم کرے گا۔اگر طہارت کبریٰ کے ٹوٹ جانے کا سبب کوئی حدث اصغر ہو تو وہ وضو کے بدلے میں تیمم کرے گا۔ مزید تفصیل کے لئے فقہ احوط کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر۷۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔اگر کہیں ایسا اتفاق ہو جائے تو موذن کے لئے چاہیئے کہ وہ عصر کی اذان دے چکنے کے بعد اپنی ظہر کو اسی طرح ادا کرے کہ اس کے سلام پھیرتے ہی عصر کی جماعت کا وقت ہو جائے لہذا وہ سلام پھیرتے ہی کھڑے ہو کر نماز عصر کے لئے اقامت پڑھنے لگ جائے ۔ایسا کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ۔ضرورت کے مواقع میں کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے ۔اس صورت میں موذن کی اذان عصر کی اذان ہو گی ۔ وہ انفرادی طور پر اپنی ظہر کی نماز ادا کرے گا اور منفرد کے لئے اذان واجب نہیں اور نہ ہی اقامت واجب ہے۔ بلکہ اقامت میں صرف تاکیدی پہلو ہے۔

جواب نمبر۸۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ کسی بھی نفس کا بلا کسی وجہ شرعی کے قتل کرنا حرام ہے خواہ وہ تخم حرام ہی کیوں نہ ہو۔ بدکار عورتیں اپنی بدکاری پر پردہ ڈالنے کی غرض سے نومولود ناجائز بچے کو قتل کر دیتی ہیں ۔ایسا کرنا شرعاً سنگین جرم ہے۔

جواب نمبر۹۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔اگر کسی شخص کی اولاد میں دونوں قسم کی اولاد موجود ہوں یعنی تخم حلال اولاد میں ایک یا ایک سے زائد تخم حرام اولاد بھی شامل ہوں، مطلب یہ ہے کہ اس شخص نے اپنی ہونے والی بیوی سے شرعاً نکاح کے بغیر بھی جنسی رابطہ قائم کیا تھا۔ اس کے نتیجے میں بھی ناجائز اولاد پیدا ہوئی ۔ پھر توبہ کر کے نکاح شرعی کیا اور جائز اولاد بھی پیدا ہوئی۔ اس صورت میں یہاں پر والد کے انتقال کر جانے کے بعد اس کے وارثین میں اولاد زنا اور اولاد نکاح دونوں موجود ہیں ۔ لہذا ارث کے دونوں حق دار ہیں ۔ گویا ارث کا حق دار اس مذکورہ صورت میں ولد زنا بھی ٹھہرتا ہے۔ہاں اگر کسی ولد زنا کا باپ معلوم نہ ہو تو اس کو ارث ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے ۔ وہ بیت المال کے رحم و کرم پر زندگی گزارتا ہے۔

جواب نمبر۱۰۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ مقدور بھر دھونے کے باوجود کپڑے پر رنگ اور بو باقی رہ جائے تو اس میں کوئی اشکال والی بات نہیں ۔ کپڑا پاک سمجھا جائے گا۔ اور شرعاً اس کپڑے میں نماز کی بجاآوری درست ہو گی۔

امید ہے کہ محترم صوبیدار ایم غائب صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے سکھ کا سانس لے سکیں گے۔

ضروری گزارش

رسالہ نوائے صوفیہ کی خواہش ہے کہ اس رسالے میں شمالی علاقہ جات خصوصاً بلتستان کی قدیم تاریخی مساجد، خانقاہوں اور روضہ جات کے بارے میں معلوماتی مضامین شائع کئے جائیں ۔اہل قلم حضرات سے گزارش ہے کہ وہ تحقیق و جستجو سے کام لیتے ہوئے ان عمارتوں کا ایسا تعارف پیش کریں جس میں ان کی طرز تعمیر، تاریخ اور معماروں کے حالات سمیت مفصل معلومات درج ہوں۔

اگلے شمارے میں جامع مسجد نوربخشیہ سکردو کے بارے میں جناب غلام علی حیدری کا عرق ریزی سے تیار کیا ہوا مضمون نذر قارئین کیا جائے گا۔

آخری موقع آخری موقع آخری موقع

دین اسلام اور تصوف اسلامی کے بہی خواہوں سے بالعموم اور سلسلہ عالیہ ہمدانیہ صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکاروں اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی اور غوث المتاخرین شاہ سید محمد نوربخش ؒ کے نام لیواوں سے بالخصوص عرض ہے کہ ماہنامہ نوائے صوفیہ نے آپ سب کے تعاون اور نیک دعاؤں کی بدولت اپنی مسلسل اشاعت کا دوسرا سال مکمل کر لیا ہے۔ جب کہ پرانے شماروں کے بشمول آپ کا محبوب جریدہ گزشتہ پانچ برسوں سے آب و تاب کے ساتھ دین اسلام کی تعلیمات کو چار دانگ عالم میں پھیلانے میں مصروف ہے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ اعلان کرنا پڑ رہا ہے کہ اگر بہی خواہان ملت کی خصوصی توجہ اس اہم ترین دینی مشن کی طرف مبذول نہ ہوئی تو آسمان تصوف کا یہ درخشندہ ستارہ ہمیشہ کے لئے ڈوب جائے گا اور عالم دین و اخلاق میں حسب سابق اندھیروں کی حکمرانی شروع ہو جائے گی۔

اب تک یہ رسالہ چند شمع تصوف کے پروانوں کی رضاکارانہ مساعی اور مخیر حضرات کے مالی تعاون سے چلتا رہا ہے۔ رسالے کی اشاعت پر ہر مہینے تقریباً آٹھ ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں جب کہ اس کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی تین چار ہزار روپے سے زیادہ نہیں۔ عوام کی قوت خرید کو مدنظر رکھتے ہوئے رسالے کی قیمت میں بھی کوئی اضافہ نہیں کیا گیا لیکن اس کے باوجود بہت سے مستقل خریداروں کی طرف سے سالانہ چندے کی ادائیگی میں بھی تساہل برتا گیا۔ جس کے نتیجے میں رسالے کی وہ جمع پونجی جو تصوف کے بعض شیدائیوں کے تعاون کے نتیجے میں حاصل ہوئی تھی اب ختم ہو چکی ہے۔ یاد رہے کہ فی زمانہ اخبار و رسائل اشتہاروں کے زور پر چلتے ہیں مگر نوائے صوفیہ کے لئے آمدنی کا یہ ذریعہ سرے سے مفقود ہے۔ جب کہ کاغذ اور پرنٹنگ کی روزافزوں گرانی کے باعث عام اخبار کی قیمت بھی چار روپے سے بڑھ کر سات روپے یعنی تقریباً دوگنی ہو چکی ہے۔ مگر نوائے صوفیہ کی قیمت مبلغ دس روپے سے نہ بڑھنے کے باوجود اس کی قیمت کی ترسیل میں خاطر خواہ جذبے کا فقدان رہا۔

آپ سب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ فی زمانہ نشر و اشاعت کے بغیر دین اور مذہب کی نہ صرف ترقی ناممکن ہے بلکہ دین کا وجود بھی اس اہم شعبے کی کارکردگی سے وابستہ ہے۔ اہل نوربخشیہ کے ہاں سوائے نوائے صوفیہ کے دینی نشر و اشاعت کا کوئی پروگرام تاحال شروع ہی نہیں ہوا ہے اور اگر یہ سلسلہ موقوف ہوا تو اس مسلک کو جو نقصان پہنچے گا وہ ناقابل تلافی ہوگا۔ یاد رہے کہ دین کی ترقی صرف تقریریں کرنے یا لکڑی اور پتھر کی عمارتیں کھڑی کرنے سے نہیں ہوتی بلکہ یہ صرف فروغ علم سے ہونا ممکن ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ جہاں مسجدیں مدرسے اور کاروباری مراکز کے قیام کے لئے بہی خواہان ملت ہمہ تن مصروف ہیں وہاں نشر و اشاعت کی طرف کسی کی توجہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی تنظیم یا انجمن کے ترقیاتی فنڈ میں نشر و اشاعت کے لئے کوئی رقم مختص نہیں ہوتی۔ ورنہ صرف سالانہ فطرہ اور زکواۃ کی رقم سے ہی ایک حصہ نشر و اشاعت کے لئے مختص

کیا جائے تو آج نوائے صوفیہ جیسے رسالے کو جس سے ملت کے مستقبل کی تمام تر امیدیں وابستہ ہیں اپنی بندش کا آخری اعلان نہ کرنا پڑے۔

آخر میں ہم تمام قارئین نوائے صوفیہ سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ اگر آپ اس رسالے کے اگلے شمارے کو منظر عام پر دیکھنا چاہتے ہیں تو فوری طور اس رسالے کے لئے مالی تعاون کا اہتمام کریں۔ اس مالی تعاون کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔صاحب ثروت لوگ ہنگامی بنیادوں پر اپنے عطیہ جات نوائے صوفیہ کے لئے ارسال کریں۔یہ عطیہ جات براہ راست بذریعہ منی آرڈر، یا بینک ڈرافٹ ارسال کئے جا سکتے ہیں۔

۲۔جملہ دینی تنظیمیں اور انجمنیں سالانہ زکواۃ فطرہ اور عطیہ جات کا ایک حصہ نوائے صوفیہ کو ارسال کریں جو ان رقوم کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

۳۔مستقل خریدار دس برس کے لئے یا پانچ برس کے لئے یا کم از کم ایک سال کے لئے رسالے کا چندہ پیشگی ارسال کریں

۴۔نمائندگان رسالے کی فروخت سے حاصل شدہ رقم جلد از جلد ارسال کریں۔

۵۔زیادہ سے زیادہ قارئین کو مستقل خریدار بنانے کی کوشش کریں۔

اگر ہماری اس آخری اپیل کے باوجود اہل ملت کی طرف سے دست تعاون دراز نہ کیا گیا تو ہم اس رسالے کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔اس کے بعد ملت نوربخشیہ میں نشر و اشاعت کا ایسا مؤثر پروگرام شاید کبھی شروع نہ ہو سکے۔اس کے بعد ارباب ذوق فقط یہ گریہ کرتے رہ جائیں گے۔

اور اب جو تو نہیں کچھ بھی نہیں نہ ہم نہ حیات
ہر ایک سمت اندھیرا ہر ایک سمت خزاں

(ادارہ نوائے صوفیہ)

ضروری اطلاع

نوائے صوفیہ کے موجودہ شمارے کی قیمت مبلغ بارہ روپے کر دی گئی ہے۔ سالانہ چندہ کی رقم ۱۴۴ روپے ہوگی۔ نئے مستقل خریداروں سے گزارش ہے کہ وہ نئی شرح کے مطابق چندہ ارسال کریں جبکہ پرانے خریدار اپنا سالانہ چندہ ختم ہونے پر نئی شرح کے مطابق چندہ جمع کروائیں۔ نمائندگان سے بھی گزارش ہے کہ رسالے کی ترمیم شدہ قیمت وصول کریں۔ یہ فیصلہ ماضی قریب میں ہونے والی کاغذ اور چھپائی کی ہوشربا گرانی کے پیش نظر مجبوراً کیا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر رسالے کا جاری رہنا ممکن نہیں ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام مذہب وملت کے وسیع تر مفاد میں ہمارے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں گے۔

(ادارہ)

دنیائے تصوف کی خبریں

محمد رضا ضیا ایم-اے

مدرسہ شاہ ہمدان کی عمارت کی تکمیل

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدرسہ شاہ ہمدان سٹلائٹ ٹاؤن کی پہلی منزل کی تعمیر کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ ۳۰ ستمبر کو چھت ڈالنے کا کام بھی مکمل ہوا، جس میں سیکڑوں مخلص کارکنوں نے حصہ لیا۔ وزیر علی سرسنگی کی خدمات خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ مدرسہ شاہ ہمدان کے تمام طلباء بھی اس کار خیر میں شریک ہوئے۔

غلام مہدی کوروی

مدرسہ شاہ ہمدان کے نتائج

مدرسہ شاہ ہمدان کے ششماہی امتحان کے نتائج کا اعلان مدرسہ ہذا کے پرنسپل مولانا محمد ابراہیم فیضی نے ۱۸ ستمبر ۱۹۹۶ کو ایک پر وقار تقریب میں کیا۔ درجہ ثانیہ میں کاچو اختر حسین بلغاری نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ غلام نبی ثاقب نے دوسری اور غلام حسن غنی نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ درجہ اولیٰ میں محمد اشرف چھوربٹ نے پہلی پوزیشن حاصل کی جبکہ نثار حسین بلغاری نے دوسری اور قاری غلام رسول نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ دیگر طلباء نے بھی اچھے نمبر حاصل کئے۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب غلام عباس نے طلباء میں انعامات تقسیم کئے۔ صدر جلسہ حاجی محمد علی صاحب نے مدرسہ ہذا کے لئے مبلغ دس ہزار روپے کے عطیے کا اعلان کیا۔ علامہ عارف حسین مدرس مدرسہ ہذا کے دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسے کا اختتام ہوا۔

غلام مہدی کوروی پریس سکریٹری

سالانہ تقریب

۳۱ جولائی ۱۹۹۶ کو مدرسہ عربیہ مظہر العلوم تھلے میں بسلسلہ سالانہ تعطیلات ایک تقریب زیر صدارت مولانا عبدالسلام منعقد ہوئی۔ تقریب میں مدرسہ کی انتظامیہ، معززین طلباء اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ تقریب کی ابتدا تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ تلاوت کے بعد مدرسہ کے طلباء نے مختلف موضوعات پر اظہار خیال کیا۔ آخر میں مولانا عبدالسلام مدرس مدرسہ ہذا نے مختلف مسائل پر سیر حاصل تقریر کی اور طلباء پر زور دیا کہ دوران تعطیلات غیر نصابی کتب اور رسائل کا بھی مطالعہ کریں۔ آخر میں دعائے خیر کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔

اشرف حسین لائبریرین
مدرسہ مظہر العلوم تھلے

سلدی میں محفل میلاد

مورخہ ۵ اگست کو نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے زیر اہتمام سلدی میں ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا قاری محمد یوسف صاحب صدر اور مولانا محمد ابراہیم صاحب مہمان خصوصی تھے۔ جلسہ کو دو نشستوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ جناب مولانا محسن علی صاحب سٹیج سکریٹری تھے مقررین میں جناب ولایت علی، علی محمد، عبداللہ، سید مہدی، اور شیخ نادر سلدوی نے اخوت و اتفاق پر روشنی ڈالی جبکہ مولانا خادم حسین پندوی، مجاہد ملت مولانا غلام رسول براہوی، مولانا محمد اسماعیل، اور مولانا علی محمد ہادی نے دوسرے سیشن میں ایمان افروز تقریریں کیں۔ مہمان خصوصی محمد ابراہیم صاحب نے ایمان اور مومن کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ آخر میں مولانا محمد یوسف صاحب نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

محمد صادق صدر NYF الچوری شگر

اظہار تشکر

۱۔ میرے والد محمد ابراہیم چوپا کی ناگہانی وفات پر ملک کے طول و عرض سے اور بیرون ملک مقیم دوستوں کی طرف سے بے شمار خطوط موصول ہوئے ہیں۔ میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

غلام عباس چوپا

۲۔ میرے والد حاجی محمد اسماعیل کی رحلت پر پاکستان اور بیرون ملک مقیم دوستوں کی طرف سے تعزیت نامے موصول ہوئے ہیں۔ میں بوساطت نوائے صوفیہ ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیز تمام برادران سے گزارش ہے کہ چونکہ میرے والد کاروبار سے منسلک تھے اس لئے کسی کے ساتھ اگر ان کا کوئی لین دین ہو تو مہربانی مطلع فرمائیں۔

محمد رضا بگتی

۳۔ لیگل کمیٹی کراچی بلتستان کی ان تمام نوربخشی تنظیموں، معززین، عمائدین اور علمائے کرام کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے کمیٹی سے ہر طرح کا تعاون کیا اور مستقبل میں بھی حمایت کا یقین دلایا۔

کرنل ریٹائرڈ غلام حیدر، چیئرمین

ممبر این۔اے کونسل سے ملاقات

۱۴ اگست ۱۹۹۶ کو تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان (رجسٹرڈ) کے ایک وفد نے جناب فدا حسین زیدی ممبر ناردرن ایریا کونسل کے دورہ کریس کے موقع پر ان سے ملاقات کی۔ کونسلر موصوف نے وفد کو تنظیم کے ساتھ ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ صدر تنظیم نے جناب فدا حسین زیدی کی کارکردگی کی تعریف کی اور تعاون کی یقین دہانی پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

پریس سکریٹری
تنظیم فدائیان آل رسول
صوفیہ نوربخشیہ کریس

انجمن فلاح وبہبود سرموں کی نئی کابینہ

۲۳ اگست کو انجمن فلاح وبہبود سرموں ترکری گند کراچی کی ایک میٹنگ جناب عبدالکریم سابق صدر کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ میٹنگ میں شرکا نے اتفاق واتحاد کی اہمیت پر زور دیا۔ محترم مولانا سلیمان ساجد نے خصوصی دعا مانگی۔ نئی کابینہ کے عہدیداریہ ہیں۔

صدر۔ محمد ابراہیم
نائب صدر۔ نثار علی
جنرل سکریٹری۔ غلام محمد
نائب جنرل سکریٹری۔ محمد عبداللہ
سکریٹری نشرواشاعت۔ عبدالرحمن صوفی
خزانچی۔ حافظ غلام علی
سکریٹری اجلاس۔ غلام محمد خان

غلام محمد جنرل سکریٹری

این۔وائی۔ایف کے مچلو یونٹ کا افتتاح

مورخہ ۲۳ اگست کو بروز جمعہ مچلو میں این۔وائی۔ایف کے مقامی یونٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور مندرجہ ذیل عہدیداروں کو منتخب کیا گیا۔

صدر۔ محمد حسین
نائب صدر۔ علی حسن
سینئر نائب صدر۔ حسن علی
جنرل سکریٹری۔ محمد حسین دانش
ڈپٹی جنرل سکریٹری۔ غلام رسول
سینئر نائب جنرل سکریٹری۔ غلام رسول
پریس سکریٹری۔ منظور حسین
ڈپٹی پریس سکریٹری۔ حامد علی
ناظم اجلاس۔ حسن علی
نائب ناظم اجلاس۔ علی فو
رابطہ سکریٹری۔ علی خان
پروپیگنڈہ سکریٹری۔ موسیٰ علی

مراد علی مرکزی جوائنٹ سکریٹری

مراسلات

ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

راقم کا گزشتہ مضمون صوفیہ نوربخشیہ کے ایک جلیل القدر مفکر علامہ سلطان علی کے زیر عنوان نوائے صوفیہ میں شائع ہوا ہے۔ راقم آثم اس کی اشاعت پر ادارہ نوائے صوفیہ کا بے حد شکر گزار ہے تاہم ایک عاجزانہ شکایت یہ ہے کہ میرے شائع شدہ مضمون میں علامہ سلطان کی تاریخ شہادت ۱۳۰۵ھ کی بجائے ۱۳۵۰ھ لکھی ہے۔ دوسری غلطی جو خود مجھ سے ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اہل بیت سے متعلق علامہ سلطان کے سلام عقیدت میں ایک مصرع بر ارواح شاہان دار السلام مکرر لکھا ہے حالانکہ دوسرا مصرع یوں ہے "براں پیشوایان بیت الحرام"۔ مضمون کے آخر میں کاتب نے تحت الکتاب کو تحت الکتاب اور بلا قاسم کو مجلا قاسم لکھا ہے۔

کمترین کا ایک مختصر مضمون علامہ سلطان علی اور ان کے معاصرین پیش خدمت ہے نوائے صوفیہ میں شائع فرما کر ہمت افزائی فرمائیں۔ راقم علامہ سلطان علی کا پڑپوتا اور ان کے علمی مشن کا حقیقی وارث ہے۔ اگرچہ راقم نے اپنی عمر کی انیسویں منزل میں قدم رکھا ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے کرم اور آپ جیسے بزرگوں کی ہمت افزائی کی بدولت تحقیقی سفر شروع کیا ہے۔ انشاء اللہ کمترین کا یہ سفر کامیاب رہے گا کیونکہ بزرگوں نے سفر کو وسیلہ ظفر قرار دیا ہے۔

محمود احمد مفکر

کاشانہ حجۃ الاسلام

علامہ سلطان علی بلغار

جواب۔ محترم مفکر صاحب۔ گزشتہ مضمون میں ہونے والی کتابت کی غلطیوں کا ازالہ آپ کے خط کی اشاعت سے ہو گیا ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ علامہ سلطان علی بلغاری کے علمی مشن کی تکمیل کا بیڑہ اٹھانے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ یقیناً آپ اس عظیم الشان علمی تحریک کے احیا کے لئے موزوں اور اہل جانشین ثابت ہو سکتے ہیں۔ آپ کے اندر اعلیٰ تحقیقی اور تخلیقی



ہومیو ڈاکٹر ایم۔ اے۔ شاہد

صلاحیتیں موجود ہیں اور ادارہ نوائے صوفیہ کو اس بات پر بجا طور پر فخر ہے کہ آپ جیسے باصلاحیت اہل قلم کی دریافت کا سہرا اس ادارے کے سر ہے۔ علمی تحقیق کا راستہ خاصا سنگلاخ ہے اور اس میں بقول شاعر دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں مگر جہد مسلسل اور عمل پیہم سے کسی بھی منزل کا حصول مشکل نہیں۔ زندگی دراصل اسی سعی مسلسل کا نام ہے۔ اس موقع پر حکیم الامت کی ایک رباعی آپ اور قارئین نوائے صوفیہ کی نذر کرتے ہیں۔

ساحل افتادہ گفت گرچہ بسی زیستم
ہیچ نہ معلوم شد آہ کہ من کیستم

موج ز خود رفتہ تیز خرامید و گفت
ہستم اگر می روم گر نہ روم نیستم

مضامین کا بہت شکریہ۔ اگلا مضمون انشاء اللہ عنقریب شائع کیا جائے گا۔

نوائے صوفیہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ مذہب حقہ صوفیہ نوربخشیہ پاکستان میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں کتابوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے مذہب حقہ کی ترقی کے اس عمل میں ہم خواہش کے باوجود حصہ نہیں لے سکتے۔ آئندہ کے لئے نوائے صوفیہ ہمیں بھی ارسال کیا کریں۔ انشاء اللہ ہدیہ ارسال کریں گے۔

غلام محمد صوفی

تیا کشی نوبراہ ہندوستان

(باقی صفحہ نمبر   پر)

(گزشتہ سے پیوستہ)

بقیہ مستقل خریداروں کی فہرست

(جون 1996ء)

۵۹۳ - غلام مہدی
نیچے بھانڈ علامہ اقبال
کالونی راولپنڈی

۵۹۴ - ذاکر حسین ذاکر
انجینیئرنگ کالج میرپور
آزاد کشمیر

۵۹۵ - راجہ محمد صاحب
گورنمنٹ کنٹریکٹر ڈاکخانہ سرموں
ضلع گانچھے بلتستان

۵۹۶ - ابراہیم تبسم حسین آبادی
معرفت FPU - 5

۵۹۷ - لانس نائیک محمد حسن شگری
D - کمپنی معرفت FPU - 5

۵۹۸ - محمد باقر
پختون آباد
منگھو پیر روڈ کراچی

۵۹۹ - صوبیدار (ریٹائرڈ)
غلام مہدی محلہ و ڈاکخانہ تھگس
ضلع گانچھے بلتستان

۶۰۰ - سپاہی حامد علی خپلوی
معرفت FPU 5 الفاکمپنی

۶۰۱ - حوالدار محمد ابراہیم
4 - این ایل آئی بٹالین
معرفت CAPOQ

۶۰۲ - قربان علی ضلع لیہ لداخ انڈیا

۶۰۳ - سید مرتضیٰ علی ضلع لیہ لداخ انڈیا

۶۰۴ - غلام محمد ضلع لیہ لداخ انڈیا

۶۰۵ - عبدالکریم ضلع لیہ لداخ انڈیا

۶۰۶ - علی روزی ضلع لیہ لداخ انڈیا

۶۰۷ - غلام قادر

بقیہ مستقل خریداروں کی فہرست جولائی 1996ء

۶۰۸ - اخوند محمد علی شیری کوروی فرسٹ این - ایل - آئی بٹالین
ہیڈ کوارٹر کمپنی FPU 17
۶۰۹ - شکیل احمد ولد ڈاکٹر غلام مہدی محلہ کراہنگ خپلو گانچھے۔
۶۱۰ - غلام مہدی تصوفی اسلام آباد
۶۱۱ - عبدالکریم پی اینڈ ٹی کالونی اسلام آباد
۶۱۲ - غلام حسن شگری آئی - ایٹ اسلام آباد
۶۱۳ - غلام رسول نائب قاصد پی اینڈ ٹی سگنل کمپنی سکردو
۶۱۴ - سجاد حسین عاجز مدرس ہائی سکول خپلو گانچھے
۶۱۵ - محمد علی AKRSP محلہ کراہنگ خپلو گانچھے
۶۱۶ - محمد اقبال تحصیل آفس ڈاکخانہ خپلو گانچھے
۶۱۷ - موسیٰ مدرس ہائی سکول خپلو گانچھے
۶۱۸ - غلام حسین بیت المال خپلو گانچھے
۶۱۹ - سید علی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول کوڑسے گانچھے
۶۲۰ - محمد ابراہیم مدرس ہائی اسکول کورو کریس سکردو
۶۲۱ - مولانا فضل علی تبسم صدر تنظیم اشاعت الہدیٰ تلس گانچھے

(جاری ہے)

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No.B/1-D-97

کلمات قدسیہ خواجگان

از حضرت خواجہ اسحاق ختلانی

(۱) ہوش دردم (۲) نظر برقدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) باز گشت (۷) نگاہ داشت (۸) یادداشت

شرح

ہوش در دم: یہ ہے کہ ہر سانس حضور و آگاہی سے باہر آئے اور اس میں غفلت راہ نہ پائے یعنی ہر دم کے ساتھ اللہ کا ذکر جاری رہے۔

نظر بر قدم: یہ ہے کہ ہر جگہ سالک کی نگاہ اپنے پاؤں کی پشت پر ہو تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو اور وہ حرام جگہ نہ پڑے۔

سفر در وطن: یہ ہے کہ سالک بشری طبیعت میں سفر کرے یعنی مذموم صفات سے محمود صفات کی طرف اور بشری صفات سے ملکی صفات کی طرف انتقال ہو۔

خلوت در انجمن: یہ ہے کہ سالک کا ظاہر خلق کے ساتھ ہو اور باطن حق تعالیٰ کے ساتھ۔

یاد کرد: اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کے ساتھ زبان بھی ذکر میں مشغول ہو۔

بازگشت: یہ ہے کہ جب بھی ذاکر دل کی زبان سے کلمہ طیبہ کہے تو اس کے بعد اسی زبان سے یہ بھی کہے کہ خداوندا ہمارا مقصود تیری ذات ہے اور ہماری رضا بھی فقط تو ہے۔ کیونکہ نفی کا یہ کلمہ ہر خاطر کی نفی کرتا ہے۔

نگاہ داشت: دل کے مراقبے کا نام ہے چنانچہ اگر سالک ایک سانس میں چند بار کلمہ طیبہ کہے تو اس کا دل بھی ذکر کے بغیر نہ چلے۔

یادداشت: یعنی ان تمام امور سے وہی مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ کی آگاہی سے عبارت ہے۔

از خواجہ اسحاق ختلانی خلیفہ حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی و پیر و مرید حضرت شاہ سید محمد نوربخش قہستانی موسس سلسلہ نوربخشیہ